

THE HINDUSTANI ACADEMY.

Name of Book *فغانیہ*

Author *لالہ خدیجہ*

Publisher *دبیر لکھنؤ*

Section No. 926

Library No. 820/53

Date of Receipt

31-10-20





# مضامین کا مجموعہ

یعنی

دیش بنگالوں کے سترج پیغمبر سراج پند بال گنگا و حرتناک مہاراج  
ملکی و قومی مضامین کا مجموعہ

مرتبہ  
لال چند داک

مصنف مترجم کلام فلکیاتیم فلکاتیم فلک - مسدس فلکات خمس فلکات ثلثہ فلکات بھرتزی - ہری شتک  
ترجمہ لال چند داک پیداکرنیکا ڈھونڈ گشیالات گوکھنڈیات ارجنیا نات ۱۲ واجھائی ہندوستان کی کہانی وغیرہ

ویاس پستکالہ لاہور

مطبعہ جارج سٹیم پریس لاہور میں باہتمام لالہ ایشو داس پرنٹر  
دوسری مرتبہ چھپو کرنا شروع کیا

قیمت ۲۰





# لو کہاتیرہ ملک عیالاج سے خطاب

نے ملک اچھل صدر برگ گلستانِ وطن      بھیل باغِ وطن سر و زمانِ وطن  
جو ہر کانِ وطن فخرِ محبتِ انِ وطن      مرد میدانِ وطن شیرِ نیرِ وطن

ہند کے پیرِ جوان حوصلہ بھارت کے بیوت

تیرے چہرے سے ٹپکتا تھا جلالِ جبروت

ترتیب اور مساوات کا حامی تھا تو      عاشقِ زندہ آزاد کلامی تھا تو  
ساقیِ جامِ مئے جوشِ دوا می تھا تو      انہیں اوصاف سے سنار میں نامی تھا تو

دل سے آزاد ہو بھارت کو رہا تو شیدا

کیلکار اور کچھڑے کے تو نے پیدا

حامی قوم تھا تو ملک کا چہرہ تھا تو      صاحبِ تہذیبی حوصلہ اک مرد تھا تو  
جس کو آنکھوں نے گھالیئے ہیں وہ گرو تھا تو      جبہ سولا کھنچا دہریوں وہ اک فرد تھا تو

تیری کوشش کا یہ بھارت میں نمایاں ہے اثر

قوم اور ملک کے شدید انتظار آئے ہیں بستر

خدمتِ قوم سے تو قوم کا محسنِ دوں بنا      ملک کے ساتھ تھا تو لازم و ملزوم بنا  
ظلم سہم سہم کے نہانے کے تو مظلوم بنا      بیگناہی سے تو چری میں بھی مظلوم بنا

دیوئے سیدائیں ہر اک جوڑ اٹھایا تو نے

سرگرم ظلم کے آگے نہ ہٹھکایا تو نے

جس کے فوجیوں میں تھا جیل کے دھوکہ میٹھا      تھکڑی بیڑیوں کے آگے خطر کو میٹھا  
ہیت دار در سنِ خوفِ تیر کو میٹھا      ظلم کے دیدہ بد و عیبِ رات کو میٹھا

دریں بن باکی و جبرست کا پڑ پایا تو نے

شیرِ ہند کی بھیڑوں کو بنا یا تو نے

ہند کو مژدہ سراج مسنایا تو نے      راگِ پسینِ گورنٹ کا گایا تو نے

خواب غفلت سے ہے سو توں کو بھول گیا  
رات بھر ہر دھڑکے کی جیست یا تو نے

لے کے کٹیر سے تاج کلب قدیم دھکا

ہوم رول اور لبرٹی کا جو چایا ڈھکا

بہیسی کو ہے غلامی سے جھڑپا تو نے  
جام آزاد کو ہے سچے سچے پی کر ہٹایا تو نے

درس نو پتی کو لبرٹی کا سکھایا تو نے  
اہل عدالت کو آزاد بنایا تو نے

گل آزاد خیال روپا بھارت میں کلکا

ہندوانوں کو دیا عتیقہ سورج بنا

جا کے انگلینڈ میں بھارت گناہ اور کھڑا  
نکدیا پنج و الم ظلم و ستم کا قصہ

کیجیج کر ہند کی حالت کا دکھایا نقشہ  
اور سورج کر ستاروں کا دادا اس کا

ہند سورج کے قابل پہنچا تو نے

کر کے ثابت بھی یہ ریاضہ نہ پھٹا تو نے

تو کھڑا رہا تھا طوفانوں کی چھانڈ کی طرح  
نہ نہ تھا غم و غصہ کی برباد سے دھماکا کی طرح

انجرام ہتا تھا جو انرو کے شانوں کی طرح  
سہا کر تھا تو پیری میں جوانوں کی طرح

قول اپنے پھصیت میں ڈالتا رہتا تھا

پیر و غیب اپنے اندر سے لے جاتا تھا

آج جو راحت و آرام نظر آتے ہیں  
سود و بہبود سے جو کام نظر آتے ہیں

خاتمہ پر غم و آلام نظر آتے ہیں  
تو کہہ دے کہ اس کا انجام نظر آتے ہیں

جاننے آتے ہیں حیرت و حیرت

مانتے ہیں غم و غم و غم و غم

ظلم کے نخل کو موت سے لگا کر ہٹا کر  
جنگ میں جیتے ہوئے لگا کر ہٹا کر

لبنم اشک سے گلہائے وطن کو ہٹا کر  
دشمن سیرا کے نو کار سے فارغ ہو کر

بانہ ملک بھاڑ تو چلا جاتا ہے

ہند کا سانس تیرے غم میں رکھا جاتا ہے (نکلا)

# مضامین

## مہاجرات کی عظمت

دینی ملک مہاجر کے جس مضمون کا ترجمہ جو آپ نے ہمارے لیے کے مرثیہ جو بیت کیلئے تحریر فرمایا تھا  
 آج قریباً چالیس سال پہلے ہجرات و شریک کے تمام مہاجرات کے شعراء میں سے اور کثیر کا  
 جس گزشتہ کے اس سے پہلے پانچ سو سال پہلے کا ایک کیرتوں کے نزاعوں کو نہایت عمل کیساتھ سر انجام  
 دیتے تھے ہیں اور اگر تھہ جا ہجرات کے یہ بھی ایک گزشتہ ہے جو ہمالہ سے لیکر اس کے ارد گرد  
 برہمپتر سے لیکر ایران کی تاریخی و کتب کے یہ بڑے بڑے صوبوں میں پہلے پڑے ہوں کے نزدیک  
 ظور یہ عجیب و غریب ہے کہ ہجرات کی گھڑا کے بار بار ہجرات و شریک میں  
 ہوتی ہے لیکن اس میں شریک نہیں کہ کھیل لٹا خیر اس سے جا ہجرات کی عظمت بہت بڑھی ہے  
 سے کہ اگر اس میں لوگوں کو آج کے دور کے آج کے یہ جہان کی کلیفات میں سے اُن کو  
 گزرا پڑا ہے کہ ہجرات کا اہل جہاں میں سب کا پورا پورا بیان مہاجرات  
 میں موجود ہے یہی نہیں بلکہ ہجرات کے ہر شخص کے ہر انسان کا کیا رہتا ہے ہونا چاہئے میں  
 سے دنیا کا بہت ہی اچھا ہجرات ہے کہ ہجرات کے ہر شخص کے ہر انسان کا کیا رہتا ہے ہونا چاہئے میں  
 لیتے تھے ہجرات کے ہر شخص کے ہر انسان کا کیا رہتا ہے ہونا چاہئے میں  
 سے ہجرات کے ہر شخص کے ہر انسان کا کیا رہتا ہے ہونا چاہئے میں  
 کے ہجرات کے ہر شخص کے ہر انسان کا کیا رہتا ہے ہونا چاہئے میں  
 اور اُن کا ہجرات کے ہر شخص کے ہر انسان کا کیا رہتا ہے ہونا چاہئے میں  
 اس میں ہجرات کے ہر شخص کے ہر انسان کا کیا رہتا ہے ہونا چاہئے میں

کہ بھی آسان ہے سمجھ سکیں۔ اس کے بعد ہم نے کچھ نئے نئے طریقے بھی سوچے ہیں۔  
 نہیں ہے یا منو ہاراج یا گیکہ و لیکہ کی ستریں کی طرح محض دھرم جو بایا معمولی سمجھ کے لوگوں  
 کے فہم اور اک سے بالا گرتھ نہیں ہے۔ جا بھارت کا گرتھ تاریخ کے آدھار پر تصنیف کیا گیا  
 ہے۔ سنہ کے قدیم علم ادب میں اسے تاریخ کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ اب دنیا کے تاریخ  
 دانوں اور سربراہوں کو بھی اس امر کا یقین ہو گیا ہے کہ جا بھارت میں مذکورہ چھ شمشیر پر چھ شمشیر  
 چھیم۔ ارجن۔ مہر کرشن۔ دیروہن وغیرہ ستیاں خالی ستیاں نہیں بلکہ جیتے جاگتے تھے  
 ہمارے پرش تھے دوا پر گیکہ کے خاتمہ پر بھی گیکہ کے آغاز سے پہلے یعنی جا بھارت ورش کے سربراہ  
 کمال سے زوال کی طرح قدم اٹھانے کے وقت ان جہاں پرشوں نے جا بھارت چھوڑ کر ہٹ کر  
 تھا اور ان کے کارنامے اتنے دلاور انگیزہ سبقت آموز اور دلاور ہیں کہ اکثر دل میں بھی  
 محسوس ہوتا ہے کہ پرانا نے کالی گیکہ کے شرش میں اتنا جا بھارتوں کو جان بوجھ کر رکھا ہے  
 پیدا کیا تھا کہ ان کے بعد جا بھارت ورش کو چھ بھی اور بے کسی کا جزو نہ دیکھنا پڑے گا اس میں  
 جا بھارت باقی اتنے کے کارناموں کے خیال سے دھرم کو نہ چھوڑیں۔ نہ کسی اور کے لئے خیال سے  
 دیدیاس جی کا کلام رسیدا رہے۔ لیکن اسی کلام کے زبانی جو میرے جڑ سے ہو سکے ہیں وہ  
 چمک دکھائی بھی کچھ کم نہیں ہیں یہی وجہ ہے کہ جا بھارت کے جہاں پرشوں کے نام نہ دیوں سکے  
 ہندستان کے فضل و زات اور میر جہاں پرشوں کے لئے آتے ہیں۔ مختصر الفاظ میں کہا جائے تو  
 جا بھارت ایک لامتناہی پوشیل گرتھ ہے جسے آریہ جہاں کے بڑے لائق ہمارے کوئی نہ اپنے شرش  
 برکت کلام میں تصنیف کیا ہے اس میں جن جہاں پرشوں کا ذکر ہے وہ ہمارے قابل  
 تعظیم بزرگ ہیں۔ انہی وجوہات سے یہ کئی گرتھ خرو و جزوی ہیں بڑا بڑا معلوم ہوتا ہے اور  
 صدوروں سے شکوں میں ہمارا رہنا و رہیں بہت ہو اس سے دوسرے لکھوں میں بھی اس  
 قسم کے گرتھ بعد مرستہ میں تصنیف ہو سکے ہوتے لیکن ہم لوگوں کو اپنے جا بھارت  
 میں جو یگانگت اور لگاؤ محسوس ہوتا ہے وہ کسی دوسری کتاب کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔ دنیا  
 میں جاگیر تھی گنگا سے بھی بڑی کئی ندیاں ہیں لیکن جس نے آریہ جہاں میں جنم لیا ہے  
 اس کے لئے گنگا سے بڑھ کر کوئی اور ندی پوتر نہیں ہو سکتی۔ یہی بات مکر بحث کے بارے

میں بھی سمجھ لیجئے۔ اگرچہ آج اس آریہ بھومی میں آریہ دھرم کے علاوہ بہت سے دوسرے  
 دھرم آہنچے ہیں جن کے سبب سامنے پیش کے لوگوں کے دماغ میں جہالت پیدا ہوئی ہے۔ بہت کچھ  
 اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ تاہم تجارت کے مختلف صورتوں میں آریہ دھرم کے ہر چاروں  
 سماج اور سماجی جن دھرم چاروں سے جن نیتی کے اصول اور جن طریقوں سے بندھی  
 ہوئی ہیں وہ اصول۔ وہ تہذیب و تمدنی روح دھرم اور ان سب کی بنیاد پر تجارت میں موجود  
 ہے۔ تجارت و پیش کے دکن کے لوگوں کی دراندازی زبان کو اگر چھوڑ دیا جائے تو دیگر  
 تمام صورتوں میں زبان کا اختلاف نہ رہتا۔ تجارت کے زمانہ کے بعد میں پیدا ہوا ہے۔ یہ علم  
 زبان کے تمام اہم اصول کی رائے ہے۔ اگر کسی کو سوال کرے کہ چاروں تجارتوں میں کون سی  
 تہذیب و تمدنی سے لیکر مہالیت تک ساری آریہ بھومی میں کیوں نہ آئے ہیں اور ان کے  
 سماج تسلیم کیا جاتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ پانڈروں کے زمانہ میں تجارت و پیش کے  
 انتہائی عروج و کمال کا زمانہ تھا اسی وقت ویدک دھرمی تجارت باسیہ اور ہیرت  
 کو نہ دیکھ سکے۔ باہر طاقتور لوگوں سے واسطہ پڑنا تھا اور ان کے زمانہ کے تمام تہذیب و تمدن  
 تجارت و پیش کو سب سے پہلے متاثر ہوا تھا۔ اسی وقت کی راہنمائی دھرم۔ طرز عمل و طرز  
 زندگی اور آدمی چاروں شعبوں کے جوں پر چرت زوال یافتہ زمانہ میں اگر دیکھ لیں تو غشت و غفر  
 کا باعث ہوئے ہیں تو سب کی کوئی بات ہے۔

اتھاس (تاریخ) تو گمان "دھرم" یعنی شاستروں میں جو کہا گیا ہے کہ دھرم ہر  
 کام کو نیک ہے۔ چتر و دھرم ہر شاستر کو گمان سکھانے کی ہر گز توجہ نہ رکھتا ہے اس کا  
 جس قدر بیان ہر صورت پر ہے۔ تجارت بھومی میں چاروں طرف جو تہذیب و تمدن یا آریہ سماج  
 پھیل رہا ہے۔ اگر اس کو گنتی کو اس کا جو آتما یا روح رواں کہا جائے تو کوئی عجیب  
 بات نہ ہوگی۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ کوئی طرح کا تہذیب و تمدن یا آریہ سماج  
 سے لائن سنسکرت کے کوئی شاستر نہ تھا۔ اس نے اپنی غیر سمجھ اور لائق شاعری کی  
 لیاقت دکھانے کے لئے جن واقعات کو نقل کیا ہے۔ اس میں سے کوئی ایک کا بیان  
 اس رتن دھرم یعنی چاروں سماج میں موجود ہے۔ شمالی ہند کے جہانوں نے راجپوتانہ

کے راجپوت بہادروں کی شہنشاہت جان کر نہ گئے تھے نہ ان کی جہازات  
 کا اسرار لیا ہے۔ موصوفہ شہنشاہ رنجیت کے ماہر دماغ نے بہرہ منی اور بی شریعت  
 وغیرہ کے اصولوں کے لئے یہاں اور وجہ اس کے لئے لکھا ہے کہ اس کے لئے  
 گیارہویں نے بھی اسی سے روشنی حاصل کی ہے۔ حالِ خطاب یہ کہ اس گرتھ کو  
 جو پانچواں دیکھا جاتا ہے وہ بالکل درست ہے خود دیاس جی نے اسے گرتھ  
 کے بارے میں کہا ہے کہ جو اس میں ہے وہی سارے اعتبار میں ہے اور جو  
 اس میں نہیں وہ سنکرت ساتھ میں کہیں بھی نہیں آتا۔ کچھ بیان کر کے تب  
 نہیں کہتے جہازات و ریش میں چھوٹے چھوٹے لڑکے لڑکیوں کے نرم دماغ  
 دل سے نیک بڑے بڑے مستقل مزاج و سچے کاروبارگوں کے مضبوط دلوں پر جس  
 گرتھ نے آج تک یکساں طور پر اپنا سکہ بٹھا رکھا ہے اس کے مصنف کی دوراندیشی  
 و انانی علی غایت اور قابلیت کس قدر غیر معمولی ہوگی۔ اس کے بیان کر کے کی ضرورت  
 نہیں۔ سیوا جی ہمارے کٹھن میں قومی ملی اور مذہبی رتی کا موجب بھی گرتھ ہوا ہے  
 پنیوال کے وقت بھی وہم کار و بار اور اجتناب سے تسلیم اس گرتھ سے ہے۔  
 قومی مشنریہ ابوگرتھ لکھا ہے۔ وہم کے معاملے میں اس کے لئے کہیں کوئی تفسیر  
 ہے اسی گرتھ کا ایک حصہ ہے۔ ابوگرتھ کے لئے کہیں کوئی تفسیر  
 ہزاروں اسی کے طبعوں پر لکھی ہوئی ہیں۔ وجہ کہنا چاہئے کہ اس کے لئے  
 کے لئے عبد جہد کرنے کے خیالات کے بیچ کو ہمیشہ محفوظ رکھئے اور اس بیچ سے  
 پھل پھول پیدا کرنے کا کارن بھی ہے۔ لیکن اگر تہہ ہوا ہے پنیوال انگریزی حکومت  
 کے آغاز میں بھی جب تک ہمارا یہی شان تھوڑی بہت باقی تھی تب تک اسی گرتھ  
 کی تھوڑی تواریخی بدھتھی کے روپ میں لکھی گئی تھی۔ اس کے لئے کہیں کوئی تفسیر  
 تہہ ہوا ہے۔ پنیوال کے لئے کہیں کوئی تفسیر نہیں ہے۔ ابوگرتھ کے لئے کہیں کوئی تفسیر  
 لکھی ہے تب یا غرض کی تاریخ کوئی تفسیر نہیں ہے۔ اس کا تہہ یہ ہے کہ جو سادہ  
 باتیں منی اور دھرم کے ہوا۔ انسانی کے لئے کہیں کوئی تفسیر نہیں ہے۔ اس کے لئے کہیں کوئی تفسیر

کو سچ میں معلوم ہو جاتے تھے وہ باتیں یا اہم ہمارے کالجوں میں پڑھنے والے  
 نوجوانوں کو پروفیسروں سے پوچھ کر یا ڈکشنریوں سے ڈھونڈ کر یاد کرنی پڑتی ہیں  
 آج کل ہم ہندوستان میں ایک متحدہ قومیت قائم کرنے کے جس قدر ذہن بھر رہے ہیں  
 ہیں ان کے ڈھونڈ نکالنے میں محو سرگرم ہیں کیسی افسوسناک بات ہے کہ ان کے  
 سے ہندو قوم کو متحد رکھنے میں جس قدر کی گرتھ نے اتنا عظیم حصہ لیا ہے اس کی طرف  
 ہماری توجہ منسل اس قدر ناخفہ ہو۔ اب کچھ دنوں سے رنگ، بھاء اور اس گرتھ  
 کے نظم و شعر میں غلطی سے اور ترجمے اس غرض سے شائع ہونے لگے ہیں کہ نوجوانوں  
 کے دل وہ غلط فہمی پر بھیجی ہزارگوں کی شان و شوکت بہت دشجاعت ذہنی ثابت  
 اور غفلت کے خیالات سے بھر جائیں اور وہ اپنے طرز عمل پر مستحکم ہو کر دیش  
 کو بھلائی کے نام پر ہمارے وقت ہوں۔

## میں دوستوں کے ساتھ ہوں

راہی تو کیا نہ تاک ہمارا ج کی اس زبردست ٹھہری کا ایک حصہ ہے آپ نے اپنے خفیہ  
 دوستوں کے جواب میں لکھی تھی جنہوں نے آپ کو شائع میں مقدمہ پیشہ پر معافی مانگی  
 کہ اپنی جان بچھڑا کر لڑنے کو تیار رہا تھا۔

میرے دوست مجھ سے یہ امید رکھتے ہیں کہ میں وہ حرکت کروں جو  
 اتنا بڑا جسم کرے کہ وہ نہ ہرے۔ میں ایسا نہیں کر سکتا۔ لوگوں میں میری جو کچھ  
 پوزیشن ہے وہ صرف میری وضعداری کی بدولت ہے اگر میں اس  
 سے زیادہ بڑھتا ہوں تو مجھ کو جھجکیا تو میرا ہمارا شہر میں رہنا کا سہارا بنی  
 ہو گا۔

میں نے اس معاملہ میں کچھ نہیں کیا ہے۔ ہندو قوم کی حالت کی وجہ سے اس  
 چھٹی میں اپنی کوششوں کی نہ تھی۔ میں نے کچھ ایسا نہیں کیا ہے۔



ہے۔ بلکہ اس بات کا خوف ہے کہ جبوری سرپٹی زبان سے نادانفہ ہیں۔ میں  
اور آپ خوب جانتے ہیں کہ ہم انگریزی راج کے خلاف کسی قسم کے برے خیالات  
نہیں رکھتے۔ اس لئے ہمارا اجادوت کے مقدمہ میں سزا بڑھانا ممکن ہے اگر ہم  
پائیکس میں ماکہ ڈالیں گے تو اس قسم کے خطرات ضرور پیش آئیں گے۔ یہ  
خطرات ہمارے پیشہ کے خطرات ہیں اور میں ان کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوں  
اگر آپ سب اصحاب کو بھی خوشنود ہے تو یہ تمنا کہ یہ مکتبہ یونیورسٹی کے پیشہ خیالات پر  
معتنا میں باغیانہ نہیں ہیں مگر گورنمنٹ سے پیشہ خیالات کرتے ہیں۔ منجھے  
اس کا دفتر میں ہے کہ اگر اس سے گورنمنٹ کو اطلاع ہو جائے تو گورنمنٹ کا مشاہدہ ہے  
کہ ہونا کے سیدھے ہونا کا سر جھکا کے مگر یہ خیال ہے کہ میں اوروں کی طرح کچا  
سرکندہ اثبات نہ ہوں گا۔ پس آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہم رعایا کے خادم ہیں  
اگر نیسے نازک موقع پر غائب ہو جائیں گے تو رعایا کو اس کے موقع پر  
برہنہ کی۔ آپ خیال فرمائیے کہ ایک اہم انداز اور معزز شخص ہو کر میں کس طرح  
اجادوت کے جرم کا جس سے مجھے کوئی تعلق نہیں ہے سزا ہو جائے گی  
اگر نہ مجھے سزا ہو جائے گی

تومیرے چورٹوں کی ہمدستی تکلیف

کے موقع پر چورٹوں کی ہمدستی تکلیف

گی

# جیل خانہ میں ایک سال

(میں خیالات کا خلاصہ جو آپ نے مقدمہ ام میں اپنی رہائی کے بعد جیل خانہ سے لکھے تھے) میں پہلے بمبئی پریزڈنسی جیل میں رہا۔ بعد میں مجھے بڑوہ جیل بھیجا گیا۔ جہاں مجھے جیل کی آؤن اور سوت رنگنے کے کام پر لگایا گیا۔ قید کے آخری مہینہ میں بھی اتنے کام کا کام دیا گیا۔ سر مشہور کبیر اور دیگر اخبار میرے لئے آتے تھے۔ لیکن نہایت خراب حالات میں کیونکہ ان میں سے بہت کچھ کاٹ دیا جاتا تھا۔ مجھے یورپین قید خانہ میں رکھا گیا۔ کٹھڑی دس فٹ لمبی اور آٹھ فٹ چوڑی تھی۔ اس کے ایک سرے پر ایک جھان تھا جو کھانے کے تختوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ اسپر اس پر بستر تھا اور بستر بھی کی کیفیت کا تھا۔ مجھے جیل خانہ کی روش کا پہنچنے پڑتی تھی۔ رستوں کے پرٹھنے اور رات کے قندیلوں کی روش سے بھرنے کی اجازت تھی۔ تمام کتا میں جیل آتش میں رکھنی پڑتی تھیں۔ اور صرف چند کتا میں کوٹھڑی میں اپنے پاس رکھ سکتا تھا۔ اس کے اپنا فرصت کا وقت رگ وید کے مطالعہ میں صرف کرتا تھا۔ میں مجھے تر جہوں کی خدمت اور میں ان کی تعمیر پر پہنچا ہوں کہ آریوں کے بہت پر مہین بزرگ یہ قطعہ میں رہتے تھے جہاں ایک رات دو چھینے کی ہوتی تھی۔ یعنی وہ ایک شمالی قطب کے نزدیک ہو گا۔ جہاں سے وہ رفتہ رفتہ آبادی کی کثرت کے سبب جنوب کی طرف آتے۔ میرے پاس اس رات کے ثبوت کے لئے علم ہند تھا۔ اور میں نے جیل خانہ میں اس ان کتابوں کو نہیں دیکھا۔ سکا۔ جو میرے ساتھ لایا گیا تھا۔ لیکن بہت ضروری ایسا۔ غلبہ سے مجھے اپنی رائے کو تبدیل کرنا پڑا۔ لیکن میں نے بغلی مجھے اپنے نتیجہ کی درستی کی بابت کوئی شک نہیں۔ جب میں بمبئی کے جیل خانہ میں مقام خوراک کے بارے میں تنگہ بڑا تکلیف دہ تھی۔ صرف تنگہ روٹی اور پانی پر گزارہ کرنا پڑتا تھا۔ لیکن کوئی تنگہ بڑا اور مقوم سے بڑی لغت ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میرا وزن ٹھٹھا گیا۔ اور اس وقت بہت کم ہو گیا۔ بہت سی جیل خانے میں رہنے کا وقت پہنچا۔ چھ ماہ کے عرصہ میں میں نے بڑا کم ہو گیا۔ لیکن یہی خوراک میں تبدیلی کی گئی۔ سر جنرل نے ایک دن میں خاندان کا ذکر کیا اور بڑا حیران کیا۔ اور چونکہ میرا وزن صرف ۱۰۰ پونڈ رہا۔

تھانے اسے جیل کے سٹران نے مجھے ایک پٹہ دیا اور دینا شروع کیا اس کے ایک ہفتہ بعد ایک پٹہ دوں  
 روز ملے گئے اسے چھپا کر لے گیا اور اسے دیکھ کر اس نے سکاڑھ پرانی قید کے آخری دن تک جاری رہی۔  
 خوراک کے بلے میں برہمن اور سیویں کی بہت فرق ہے۔ برہمن کی چار گرکٹ اور سیویں کی دو گرکٹ  
 ہے لیکن سیویں کو ہفتہ میں صرف ایک فقہ آٹے کی روٹی ملتی ہے اور باقی چھ دن باجرا اور جوار کی روٹی ملتی رہتی ہے  
 دیجاتی ہے۔ برہمن کے ہاں وہ جس کی وقت والی اور نام کے وقت بھی ہوتی رہتی ہے۔

جیل میں اجازت کے بغیر کوئی بات چیت نہیں ہو سکتی اور نہ ہی چار گھر سے باہر جاسکتے ہیں۔ گاہکوں کے  
 لئے ایک خاص ریمٹن ٹھکانا ہے تاکہ کسی سے کسی قاعدہ کی خدمات وصولی ہو سکے اور اس کے بعد اس کی  
 رقمی میں آئے سپرنٹنڈنٹ سے کہہ دیتے ہیں وہ بغیر ان کے عدالت کی سماعت کے سزا دیتے ہیں۔ جیل کی  
 سزا بہت سخت تھا قید اور سخت خوراک ہے ایسی حالت میں صرف کچا پنچا ملتی ہے اس کے علاوہ قید کی تک  
 چال چلن کے بغیر کم ہر جیل میں خوش قسمتی سے مجھے ان ناموافق سزائوں کا تجربہ نہیں ہوا لیکن اسکی وجہ یہ  
 تھی کہ سپرنٹنڈنٹ صاحب میری طرف زیادہ توجہ کرتے تھے معلوم ہوتا ہے کہ صفائی کی چال چال میں کچھ فرق  
 نہیں۔ زمینداروں اور دیگر چیزیں سپرنٹنڈنٹ کی نظر میں نہ آ سکتی ہیں۔ کچھ جاتی ہیں لیکن قیدیوں کے  
 جسم کی صفائی کا خیال نہیں ہر کھانا اور دوا دیکھ کر ان کے ذہن سے زیادہ درد نہ ہوتا ہے ان کو تو ان کا  
 یہ ہوتا ہے کہ ان کے جسم میں جو چیزیں پڑھاتی ہیں۔ برہمن قاعدہ کے تین صاحبوں کی لکھنوی ہر ایک قید کی کرکٹ  
 شیشہ کے روز ملتی ہیں تاکہ ان پر پڑا کہ جس طور پر ان سے چلے گا وہ کرے۔ ہفتہ میں ایک قید سے زیادہ  
 کپڑے۔ ہفتہ میں چھائی کی چھائی۔ ہفتہ میں ایک کپڑا۔ ہفتہ میں ایک کپڑا۔ ہفتہ میں ایک کپڑا۔ ہفتہ میں ایک کپڑا۔  
 کپڑے زیادہ یا کم مزاج حالت میں ہر ایک قیدی کو دینے ملتے ہیں۔ جب قید کے طالعوں میں بھوتی۔ اس وقت  
 میں نے یہ بھی سن کر یہ معلوم کیا کہ قیدیوں کے کپڑوں کو ہفتہ سے صفائی کرنا چاہیے اور تین سٹران کی توجہ  
 ان کی طرف راغب ہوئی۔

جتنی قید ہاں ہے خزانہ کی جرم ہیں کہ ان سے زیادہ جہان کی کرنی نامکن ہے لیکن عملی سببوں کی  
 وجہ سے وہ باقی جہان میں رہنے والے قیدیوں کے لئے سزا ہیں اور کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ وہ  
 ہوتی ہیں۔ لیکن یہ وہ وہ ہیں جو قیدیوں کے ساتھ خوراک کے بارے میں سمجھتا ہوں۔ یہ نہیں سمجھتا  
 یہاں تک کہ وہ جیل میں خوراک کے لینے میں ان کی کامیابی کے لئے ان کی طرف راغب ہوئے۔

میں تمام پٹنیکار تھے۔ یہ وہ تمام جنہیں اپنی راستے کے اظہار کیلئے سزا ملتی ہے اور میرے کے مجمع خیال  
 حوالہ دیتے ہیں۔ اور آج کے ساتھ جہان کی کاسو کو ہوتا ہے۔ ہم نہیں اپنے کٹے حتیٰ کہ شراب اور تباہی وغیرہ  
 بھی دیکھتے ہیں۔ اگر انگلستان میں اس قسم کی اجازت ہے تو کیوں ہندوستان میں ایسے لوگوں کے ساتھ  
 اس قدر زبردستی کا یہ طریقہ جاری نہ ہوگا

## سودیشی

(نکاح صلیب کے اثر مضمران کا ترجمہ جو آپ نے لکھا ہے میں نے سودیشی اجاگر کیا ہے اور پتھر لکھا تھا)  
 بعض شخص کا خیال ہے کہ سودیشی بڑی حرکت ہے کہ سودیشی سے تفریق نہ کر کے خیال سے نہیں بلکہ پٹنیکار  
 زور ڈالنے کے لئے بھیج دیتے ہیں۔ کیونکہ نکاح کے جن لوگوں نے اس جدوجہد کو شروع کیا وہ کانگریس  
 کے بھی سید ہیں اور بدینتی جیروں سے نفرت یعنی رائیگاٹ کے اس میں شامل ہر جگہ سے ملک  
 کے حاکم اس سے ناراض ہیں اور یہ جدوجہد بھی پٹنیکار جدوجہد کو خیال کانگریس کی دوسری شکل ہے۔  
 ہم بڑے گمراہ قسم کے سودیشیہ جدوجہد میں مل نہیں سکتے۔ بایںکاٹ اور سودیشی میں جو فرق ہے وہ آپ  
 کسی دوسری جگہ ملاحظہ فرمائیں گے۔ فی الحال اس مضمون میں یہ بیان کرنا کہ سودیشی کی جاسے گی۔  
 کہ سودیشی اور کانگریس کا تعلق کیا ہے یہ پہلے ہم کو اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ اس ملک کا بادشاہ  
 کون ہے عام لوگ یہ کہیں گے کہ انگلستان کے شاہ کا بادشاہ ہمارا بادشاہ ہے لیکن یہ سچ نہیں  
 ہے اگر وہ ایک حکومت پر زور رکھ کر نظر ڈال دیا جائے تو معلوم ہوگا کہ پٹنیکار کے اٹھنے پہلے سے لیکر گورنر  
 جنرل تک یہ سب ہمارے اور بادشاہ کی طرف سے حکومت کرتے ہیں۔ یہ سب انگلستان کی طرف دیکھ جاتے تو یہ  
 معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے لاکھ لاکھ بڑے سکریٹری آف ٹیٹ کے ماتحت ہیں سکریٹری آف ٹیٹ پٹنیکار  
 کے ماتحت ہے اور پٹنیکار کے ممبر ریش بیک کے بس میں ہیں مختصر یہ کہ اس ملک کی بدینتی حکومت کبھی ایک  
 آدمی کے ماتحت نہیں ہے یعنی اس ملک میں کوئی ایک بادشاہ نہیں ہے۔ بہت سے راج ہیں۔ خود  
 مختار ملکوں میں اس طرز حکومت سے ریت کہ بہت فائدہ ملتا ہے لیکن ہندوستان جیسے بدینوں کے ماتحت  
 ملک میں اس طرز حکومت سے رعیت کو کچھ فائدہ نہیں پہنچتا یہاں رعیت کے نہ تو کچھ حق ہیں نہ اس کا

کچھ عورت بہرہ پہناتی ہیں جو مغرب افسروں انہیں کے ہاتھ میں ٹھکانی ہے وہ بزرگ بھائی کے راجہ ہیں۔ انگلستان کا  
 جہاں شاہ ہے اور قافلانچر یہاں کا بھی بادشاہ ہے اس کی طاقت قافلان کے ذریعہ بہت کم کر دی گئی  
 ہے وہ اپنے آپ کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ اسی میں اسکو کوئی بھی حق نہیں ہے وہ صرف نام کا ہی بادشاہ  
 ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بادشاہ کی طاقت کو اس طرح کم کر دینے سے انگلستان کی رعیت کو بہت فائدہ پہنچا  
 لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ اس طرز حکومت میں ہندوؤں کو بہت نقصان پہنچا ہے۔ سب سے بڑا یہ  
 ہوا کہ اس ملک کی حکومت بہت ہی افسروں کے ہاتھ میں چلی گئی یعنی اس ملک کے گورنر سے افسر اور  
 ڈائریکٹر کے ممبروں کے رائے و مفاد سے ہی اس ملک کے بادشاہ بن بیٹھے جن گورنر سے افسروں کے  
 ہاتھ میں اس ملک کی حکومت کی باگ ڈور ہے۔ ان کی یہ خواہش معلوم ہوتی ہے کہ یہ حکومت ان کے ہاں  
 ہاتھ میں رہے۔ یہ ملک کبھی ان کے ہاتھ سے نہ نکلے گا۔ اور ان کی اندر غرضی سے جو بھی ہوئی یا پاک تو ہو  
 سکے اور ان کے لئے ان لوگوں کی ساری کوشش ہوتی ہے کہ اس بات کو بھی دیکھنے کے انگلستان کی کمپنی  
 کے بڑوں کو اس کے ہندوؤں کی مرضی کی چیز ہے۔ اگرچہ وہ آزاد خیالی اور نصف مصلحت ہیں لیکن اپنی تجارت  
 کی ترقی کے خیال سے ان کو بھی یہی خواہش ہو کہ ان کی دولت ان کی ملک میں ہی رہے۔ ان کے ہاتھ میں  
 رہی نہ کہ یہ تجارت قریبی دور سے ملک والوں کے ہاتھ میں چلے جائے۔ ہندوستان والوں کے پاس رہا  
 ان کی دولت اور مدت ہندوستان ہی کی تجارت کی وجہ سے ہے۔ اس لئے وہ ہونے کی چیز یا کہ اپنے  
 ہاتھ سے ان کو رہا نہیں چاہتے۔ قطعہ مختصر یہ کہ اس ملک کی حکومت کچھ تو گورنر سے چاروں کے بس میں ہے یہاں  
 کے گورنر سے افسر حکومت سے محروم ہونا نہیں چاہتے اور ولایت کے تمام تجارت کو اپنے قابو میں رکھنا  
 چاہتے ہیں اگر ہندوستان والوں میں کچھ اتفاق اور رفاقت رہتی تو وہ اس قسم کے لوگوں کی طاقت کو بہت  
 کم کر سکتے۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ اس ملک کے گورنر سے افسر اپنی حکمرانی طاقت کو رعیت کی  
 رک ٹوک کے بغیر خراب حال کہہ سکتے ہیں۔ گورنر سے سو اگر وحدت یا اگر تخلف وزیر بنا رہے ہیں۔

ان اندر سے ناظرین کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ اس ملک کی حکومت کن لوگوں کے بس میں ہے۔ اس  
 ملک کے بادشاہ کو تو یہاں اس ملک پر گورنر سے ہندوؤں کی بڑی غرضی سے حکومت چل رہی ہے۔ اس کو کڑا  
 کرنے کے لئے کانگریس کا جھنڈا ٹھہرایا گیا یعنی کانگریس کا پہلا مقصد انہیں مفاد میں بوجھ  
 کرنے اور انہیں مفاد میں بوجھ کرنے کا یہ یاد ہے کہ انہیں مفاد میں کانگریس نے اسی ملک کی صنعتی و

صرفی حالت کو بھی فروکش نہیں کیا۔ اس نے ملک کی صنعتی ترقی کے لیے بہت سی عمارتیں اور کوششیں کی ہیں۔ چار پانچ سال سے کانگریس کے ساتھ ملکی کادریگری اور طلبہ وغیرہ کی ایک نمائندگی کی باقی رہی ہے۔ پچھلے سال بنارس کی کانگریس کے ساتھ ایک صنعتی کانفرنس بھی ہوئی تھی اگرچہ سماجک اور صنعتی ترقی میں کانگریس کو کچھ کمی تھی۔ تاہم اس کا اصلی مقصد فوٹیکل ہی کہا جاتا تھا۔ اس کا اپنی مقصد زیادہ مناسب ہے کیونکہ جب تک اس ملک کے غیر صنعتی گروہ کے حکمرانوں کی مناسب حکومت کچھ درست نہ ہوگی اور جب تک اس ملک کے باشندوں کو اپنے ملک کی حکومت میں کچھ حقوق حاصل نہ ہونگے جب تک اس ملک کی حکومت اس ملک کی رعیت کے ہاتھ میں نہ آجائے گی۔ تب تک مختلف باتوں میں ترقی یا سد بخار کرنے کی کوشش کامیاب نہ ہوگی۔ اس لیے کانگریس نے اپنا مقصد پائیکس قرار دیا ہے۔ اب اس وقت چائے لیڈروں کا وہ بیان زیادہ تر صنعتی امور کی طرف متوجہ رہا ہے۔ اس ملک کی قدیم تجارت کیسے برابو ہوئی مناظرین پر ظاہر ہو چکا ہے۔ اس سے معلوم ہو گیا ہے کہ کانگریس کے زمانہ میں انگریزوں کی حکومت کا بوجھ پارلیمنٹ نے اپنے اچھے لیدر سے اس ملک کی حکومت ظاہر اعلیٰ پر تجاروں کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ وہ دراصل تجارتی سکے ہی میں بہت اپنی طاقتور تاجروں کی اغراض پر لائی کوشش چائے گروہ سے انصر کو کرتے ہیں اس امر کی تصدیق لارڈ کرزن کے الفاظ ہیں۔ ایک دفعہ آپ نے آسام کے چائے کے تجاروں سے کہا تھا کہ اس ملک میں چینی انگریزوں کا ہے وہ کھیتی اور کافوں کے کام نہیں۔ خواہ تجارت اور نوکری کرتے ہیں۔ ان کا مقصد ایک ہی ہے یعنی کہ ان کے انصر کو چاہئے کہ وہ اس ملک کی حکومت کو کچھ ملے۔ چائے اور آپ لوگوں کو چاہئے کہ اپنا سرمایہ مختلف تجارتوں میں لگا کر ہند کی سب دولت چوس لیں۔ ہندوستان میں جو فرنگی تجار کافوں کا کام کرنے والے ہیں ان سے بھی لارڈ کرزن نے یہی کہا تھا کہ سیرا کام حکومت کرنے کا ہے اور آپ لوگوں کا کام ملک کی دولت کو چوس لینے کا ہے۔ کام ایک ہی سوال اور ایک فرض کی جدا جدا شکلیں ہیں۔

مفسر جامع بالا الفاظ میرے ایک جیسا نقطہ نہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے اس ملک کے باشندوں کی اتنا سب پر غور کرنا اور ان کو خوش رہنا بھی انگریزوں کا فرض ہے۔ اس ملک میں انگریزوں کے صرف دو ہی فرض ہیں۔ حکومت کرنا یعنی ہندوستان میں ان کو ہمیشہ غلامی میں رکھنا اور دولت کو چوس

لینا۔ الفتحہ موجودہ طرز حکومت پر بطور کمر بستہ ہو کر باہر سے دیکھنے والے کو انگریزی تجارت اور انگریزی  
 حکومت جدا جدا معلوم ہوتی ہے لیکن اصل میں وہ ایک ہی ہیں۔ اس کے باوجود ان کے فیصلوں نے  
 انگریزی تاجروں کی طاقت کو کم کرنے میں بڑا کچھ کام کیا۔ صنعت و حرفت کو ترقی دینے کے لئے سودیشی جہاز  
 جہاز بائیکاٹ کا علاج نکالا ہے جس سے انگریزوں کے ذریعہ سودیشی جہازوں کو بیرونی ملکوں سے امید کی جاتی  
 ہے کہ انگریزوں کو ان کی دولت و فراخ کو کچھ کم ہو جائے گی۔ اسی طرح سودیشی جہازوں کے ذریعہ انگریزوں کے لئے  
 اسیہ کی حالت ہے کہ انگریزوں کو بیرونی طاقت اور اس ملک کی دولت کا چھوٹا کچھ کم ہو جائے گا۔  
 اس کے برعکس یہ بات ہوتی ہے کہ انگریزوں کے ذریعہ سودیشی جہازوں کو بیرونی ملکوں سے فراہم  
 کے ذریعہ سودیشی جہازوں کو بیرونی طاقت اور اس ملک کی دولت کا چھوٹا کچھ کم ہو جائے گا۔  
 سے واضح ہوتا ہے کہ انگریزوں کے ذریعہ سودیشی جہازوں کو بیرونی طاقت اور اس ملک کی دولت کا چھوٹا کچھ کم ہو جائے گا۔  
 رنگ اس بات کو نہیں جانتے کہ سودیشی جہازوں کو بیرونی طاقت اور اس ملک کی دولت کا چھوٹا کچھ کم ہو جائے گا۔  
 انگریزوں کے سودیشی جہازوں کو بیرونی طاقت اور اس ملک کی دولت کا چھوٹا کچھ کم ہو جائے گا۔  
 کے لئے میں کسی کے دل میں شک نہیں ہے کہ وہ ہمارے ہی بھائی ہیں۔ ہمارے ہی کچھ نہ بھائی  
 سودیشی کے اعلیٰ خطاب کو سمجھ کر نہیں ہوتا ہے۔ سودیشی کے سودیشی کے سودیشی کے سودیشی کے سودیشی کے  
 چاہئے سودیشی کا تعلق انگریزوں سے نہیں دینا چاہئے سودیشی کا مطلب صرف اپنے ملک کی تجارت  
 اور کارخانہ کی ترقی دینا ہے سودیشی کو اپنے ملک کے سودیشی کے سودیشی کے سودیشی کے سودیشی کے  
 جہازوں کو نہیں ہے کہ ہم پر حکومت کرنا ہے انگریزوں کو دودھ پیتے ہیں جو بائیکاٹ دہریہ چیزوں سے  
 نفرت ہے۔ سودیشی کے سودیشی کے سودیشی کے سودیشی کے سودیشی کے سودیشی کے سودیشی کے  
 انفاق و احتیال سے ہم پر کاٹھا ہوا ہے۔ سودیشی کے سودیشی کے سودیشی کے سودیشی کے سودیشی کے  
 گے کہ ہماری کوشش اپنے ملک کے لئے نہیں۔ ان کے مطلب کے لئے ہی ہے کہ ہماری کوشش اپنے ملک کے لئے نہیں۔  
 کے سودیشی کے احتیال سے ہی خوش ہوا ہے۔ ان کے نہیں ہرگز نہیں چاہتا کہ اس طرف سے انگریزوں  
 کی آنکھوں میں مہر لٹا دیا جائے۔ ان کے سودیشی کے سودیشی کے سودیشی کے سودیشی کے سودیشی کے  
 بننا چاہتے ہیں اور کہہ گئے ہیں کہ سودیشی کے سودیشی کے سودیشی کے سودیشی کے سودیشی کے  
 ملک کی ترقی کے لئے کی جائے گی وہ سب انگریزوں کی خود غرضی کے خلاف ہوں گی۔ سودیشی کے

طریقوں کا نام خواہ کچھ کہیں جسے کاغذ کہیں۔ ریشہ جو جو کہیں یا یا نیکاٹ ان سب پر مشتمل کا  
جو آخری نتیجہ ہو گا اور جس نتیجہ کے حاصل کرنے کی خواہش ہر ایک سچے محب وطن کے دل میں ہونی چاہیے  
اور ایک سچے دوست پر بھی ہے کہ اس ملک کے گورسے حکمرانوں کی حکومت مناسب ہو کر ہم ملک کے  
باشتمندوں کو اپنی حکومت کا آرام حاصل ہو گا اور ولایت کے گورسے سوداگر کی طرح کچھ کم ہو کر ہمارے  
ملک کی تجارت بھاری ہوگی تبس کوڑھلکی بھائیوں کے ہاتھ میں آجائے۔ یہ گورسے خیر خیر نتیجہ کہہ کر  
یہی گفتا چاہیے کہ کانگریس اور بریتش میں کچھ فرق نہیں ہے اور ملک کے اس کام کو ہر بھی خواہ  
ملک کو پاک کام سمجھنا چاہیے۔

## ریشہ اور پاک ط. ایک بات

روکی نیکو حکمران کے کہنا پر ریشہ کا ترجمہ ہے ریشہ۔ ریشہ کا مطلب ہے ریشہ۔ ریشہ کا مطلب ہے ریشہ۔  
۱۹۱۲ء کو اپنے اخبار کسریٰ پر اپنی تحریر فرمائی تھی۔

سویشہ جیڑا کہ اس کا مطلب ہے ریشہ۔ ریشہ کا مطلب ہے ریشہ۔ ریشہ کا مطلب ہے ریشہ۔  
عام فطرت میں وہ ریشہ جو عورت اور دو مختلف طبقہ سے ملتا ہے وہ ریشہ ہے کہ اس سے  
سوریشہ کا مطلب ہے ریشہ۔ ریشہ کا مطلب ہے ریشہ۔ ریشہ کا مطلب ہے ریشہ۔  
کچھ میں کہہ سکتے ہیں کہ وہ ریشہ ہے کہ اس سے سوریشہ کا مطلب ہے ریشہ۔  
ریشہ کا مطلب ہے ریشہ۔ ریشہ کا مطلب ہے ریشہ۔ ریشہ کا مطلب ہے ریشہ۔  
خوشامد کہ جاتا ہے۔ یعنی دو ریشہ کا مطلب ہے ریشہ۔ ریشہ کا مطلب ہے ریشہ۔  
ضرر و فساد سے کہ کہ ریشہ کا مطلب ہے ریشہ۔ ریشہ کا مطلب ہے ریشہ۔  
ہر ایک کو یہ دو علیحدہ علیحدہ باتیں ہیں۔ سوریشہ کا مطلب ہے ریشہ۔ ریشہ کا مطلب ہے ریشہ۔  
یہ دونوں باتیں ایک ہی چیز ہیں اور یہ باتیں ہیں کہ مختلف معانی میں ہیں۔  
یہ ایک نفس کی دو علیحدہ علیحدہ باتیں ہیں۔ ریشہ کا مطلب ہے ریشہ۔ ریشہ کا مطلب ہے ریشہ۔  
میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اسے سمجھنا ہے کہ ریشہ کا مطلب ہے ریشہ۔ ریشہ کا مطلب ہے ریشہ۔



ہے اور اس طرح اس کی دو علیحدہ علیحدہ شکلیں معلوم ہوتی ہیں اور جس نظر سے اس کی طرف دیکھا جائے گا  
 اسی کے بموجب اس کی شکل معلوم ہوگی اور اسی طرح جو سوئیچ کے استعمال کے حامی ہیں۔ انہیں اس کا خیال  
 اور اسی کی ترقی کی شکل دکھائی دیگی۔ مگر دوسرے گروہ کو جسے بائیکاٹ کا خواہشمند کہا جاتا ہے صرف  
 بدیشی کے تباہی کا ہی خیال دوڑے گا اور اسی کی شکل انہیں دکھائی دیگی۔ مگر عالم اور فاضل لوگوں پر  
 بخوبی روشن ہے کہ دنیا کی پیدائش کے لئے ایشیہ اور مادہ دونوں کی ضرورت ہے۔ کس سیلا خدا دنیا کو  
 پیدا نہیں کر سکتا اور اس طرح مادہ بغیر خدا کی طاقت اور مدد کے کچھ بھی کرنے کے قابل ہے۔ گو مادہ اور  
 ایشیہ دو علیحدہ چیزیں معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن دراصل یہ ایک ہی طاقت کے دو جزو اور ایک ہی چیز کی  
 دو مختلف شکلیں ہیں اور دونوں کے مابین ایسا ہے جیسا کہ دنیا کی پیدائش ہوتی ہے اس حالت میں ایشیہ  
 اور مادے کا جزو ہے۔ وہ ناظرین کو معلوم ہو گیا ہو گا۔ ہم اگر اس کے ایک طرف ہو کر دیکھیں تو ہمیں  
 ایشیہ کی ہی ضرورت شکل دکھائی دیگی اور اگر دوسری طرف دیکھیں تو مادہ ہی مادہ نظر آئے گا۔ ٹھیک  
 یہی حالت سوئیچی تحریک کی ہے۔ سوئیچی اور بائیکاٹ کو کوئی الگ نہیں کر سکتا کیونکہ یہ اتنی ہی ہوتی  
 ہیں کہ یہ الگ ہو ہی نہیں سکتی لیکن اگر اسے ایک طرف سے دیکھیں تو بائیکاٹ اور دوسری طرف سے  
 سوئیچی کی شکل دکھائی دیتی ہے دنیا کی پیدائش کے متعلق مادہ اور ایشیہ کو علیحدہ کرنا ناممکن ہے۔ اگر  
 ایسا کیا جائے تو دنیا کی پیدائش میں بڑا نقص پیدا ہو گا۔ اسی طرح ہمارے خیال میں سوئیچی تحریک  
 کی بڑی بڑی طاقت بائیکاٹ ہی ہے جس طرح مادہ کو علیحدہ کرنے سے دنیا کی پیدائش نہیں ہوتی  
 اسی طرح بائیکاٹ کو علیحدہ کرنے سے ہماری تحریک بے طاقت ہو جاوے گی اور ہرگز ملک کی ترقی  
 نہیں ہوگی۔ ہماری پیاری تحریک کا کامیاب ہوگی اور پھر ہمیں منہ بے دل گناہ پڑے گا۔ کیا ناظرین  
 تباہی سکتے ہیں کہ غم جان اور قریب المارگ ہند میں جو کوئی آخری سانس یا دم باقی ہے اس کی وجہ  
 کیا ہے اس کا جواب صاف ہے کہ یہ کم و بیش تجلوت کی وجہ سے ہے۔ یہ ہے پس اس لئے ہمیشہ  
 بدیشی کا تباہی اور سوئیچی کا استعمال دونوں باتوں کو اس میں شامل کر لینا چاہئے۔ اگر نہ تاجر ہر  
 سال ۳۰ کروڑ روپیہ کا مصرت کپڑا چاہئے تاکہ میں فروخت کر سکے ہمارا سرمایہ اور ہمارا دولت مند  
 لے جاتے ہیں اور ہمیں دل بدلتا منظر اور ناچار ہوتا ہے جس کی وجہ سے ہمیں یہ دیکھ کر رنج نہ ہوتا چاہئے  
 اور ہمارا دل نہ بھٹکا چاہئے۔ جس ہندوستانی کو اس بات سے کبھی قطعہ کالنج نہ پہنچے کہ ہماری ہمارا کو

روپیہ کی بدلتی صرف ولایتی کثیر خرید کرنے میں ولایت کو چلی جاتی ہے۔ وہ سودشی کا حامی کسی طرح ہو  
 سکتا ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس ملک میں نئے نئے کارخانے اور ملز جاری ہوں۔ چرنے پر کام کرنے  
 والے عام ہوں کہ یہ سودشی کی جائے اور بڑی بڑی کمپنیوں کا اجراء ہو وہ اگر اپنے ملک بھائیوں  
 کو بدلتی اختیار کے چھوڑنے اور ان کی خرید و فروخت بند کرنے کی تحریک نہ کریں گے تو تمام شیش  
 بے سود ہو گئی اور ان کا خاک بھی اتر نہ ہو گا۔ بدلتی چیزوں کے تیاگ ہی میں ہمارے طاقت ہے  
 ہے۔ اگر بدلتی اشیاء سے نفرت پیدا ہو کر ان کے استعمال کو ترک ہی نہ کیا گیا تو سودشی چیزوں  
 کی مانگ کیسے بڑھ سکتی ہے اور اگر سودشی چیزوں سے بیدار نہ کریں تو مانگ ہی نہ بڑھے گی تو پھر  
 اعلیٰ چارہ پر کارخانے کس طرح بڑھیں گے اور اگر بڑھے بڑھے کارخانے جاری نہ ہوں گے  
 تو ہماری پیاری تحریک کس طرح کامیاب ہو سکتی ہے۔ یہ سب پہلو ہیں بدلتی چیزوں سے  
 نفرت پیدا ہونے والے اور اس کے بعد ہیں انہیں باطل تیاگ کر اپنے سرمایہ واردوں کی بات  
 کا یقین دلادینا ہے۔ یہ کم ہو گا۔ سودشی چیزوں کو بالکل تیاگ دیں اور اب ان کی بجائے  
 سودشی خرید کریں گے تو پھر کئی چیزیں ہیں کہ ہمارے سرمایہ دار کارخانے اور بڑی بڑی  
 ملز جاری کرنے میں ایک تھک کی بھی چیزیں تیار کیے کہ ان کو نیسے کارخانے جاری کرنے میں  
 یقیناً کامیابی کا خیال ہو گا۔ ملز کی تجارت بڑی فائدہ مند ہے اور اس تجارت سے سرمایہ داروں  
 کو بہت فائدہ پہنچتا ہے اس لیے جب ان لوگوں کو پتہ چلے کہ ان کے کامیابیوں کے لیے  
 میں بدلتی چیزیں نہ خریدیں گے اب وقت اس ملک کے ہر چھوٹے بڑے ٹھکانہ، ہر صاحب اس سودشی  
 کارخانے ہی نظر میں رکھے۔ اگرچہ بدلتی چیزیں اس کے تیاگ سے سرمایہ فائدہ کے مطلق کسی قسم کا  
 فائدہ نہیں دے گا۔ پھر بھی بدلتی چیزیں وہ ہیں کہ ان کو بے سود نہ کرنے سے ڈر رہے ہیں اور  
 بالکل کٹ کے دے دیں گے۔ ان سے ملے جاتے ہیں کہ سرمایہ داروں کا سرمایہ اس کے لیے اس طرح  
 کرتا ہے۔ اگر سرمایہ دار بدلتی چیزیں کو ترک نہ کرے گا تو سرمایہ داروں کے سرمایہ کے ہمارے سرمایہ  
 بیکار جاری رہیں گے۔ ان کو فائدہ نہیں پہنچتا۔ اگر سرمایہ داروں کے سرمایہ کے سرمایہ داروں کے سرمایہ  
 اس ملک کے سودشی کارخانوں کو اگر بیکار نہ کریں گے تو سرمایہ داروں کے سرمایہ کے سرمایہ داروں کے سرمایہ

ملکی بھائی برہمنی چیزوں کے تیاگ کا وعدہ کر کے بائیکاٹ کر کے عالمگیر اصول پر عمل کرتے ہوئے اپنے ملک کی تباہ شدہ تجارت کو ترقی دینا اسکو دو ٹوٹند بنا نا اور سیلف گورنٹ حاصل کرنے کو اچھا خیال کرتے ہیں یا اس ملک کے انگریز افسروں کی خواہ مخواہ ناراضگی، گورنٹ کی نامناسب خشکی اور منچسٹر کے بیوپاریوں کی بندر گھر کی سے ڈر دشمن قوم ملک بنا پسند کرتے ہیں سخت رنج اور نفوس کا مقام ہے جس سے یہ غیرت بے شرم اور دشمن ملک لوگ گورنٹ کی نامناسب خشکی اور انگریز افسروں کی نامناسب خشکی کی تو اس قدر بردا کریں لیکن اس کے مقابلے میں اپنے ملک کی محبت اور اس کی ترقی کا خیال بالکل چھوڑ دیں۔ پس ایسے لوگ جو اپنے کہنے اپنے پڑوس اپنے ہمجنس اور اپنے ملک کی بہتری کی کچھ بھی فکر نہ کر کے صرف برہمنیوں کو خوش کرنے کی کوشش کرتے کرتے ہیں وہ ہرگز ملک کو برباد کرنے والے نہیں بلکہ وہ دشمن ملک ہیں۔ انگریز ہی زبان میں ایک ضرب پیش ہے جس کا مطلب یہ ہے پہلے اپنی بھلائی کرو اور پھر دوسرے کی بھلائی کا خیال کرو۔ ہمارا مطلب نہیں کہ جان پر جھکنا بغیر کسی سبب کے اس ملک کے انگریز حاکموں کو گورنٹ اور ولایتی تاجروں کو خواہ مخواہ ناراض کرنے کی کوشش کی جائے۔ نہیں ہمارا یہ خیال ہرگز نہیں ہیں اپنے اور اپنے ملک کی حالت کو درست رکھنے کے لئے کوشش کرنی چاہیے۔ اگر اپنی ترقی اور اپنے ملک کو زور نہ رکھنے کی کوشش سے کسی کو رنج پہنچا تو پہنچنے دو کیا میں اپنے ۳۰ کروڑ مسیحی بھائیوں کی ہستی کو تباہ کر ڈالنا چاہتا ہوں۔ کیا ان کو ذوق کشی سے ایڑیاں مار کر ذکر مر جانے دینا چاہئے کیا مجھ کو بے ترقی اور دکھوں کے بڑے بڑے گڑھوں کو اور بھی گھر سے بنا کر ان میں اپنے ۳۰ کروڑ بھائیوں کو مکمل مینا چاہئے ناظرین آپ ہی اس امر پر خیال کیجئے۔ ایک جو در خواستوں پر درخواستیں اور میموریل پر میموریل روانہ کئے گئے اور باقہ جز کر منت اور خوشامد کے جھیک ٹھکی گئی کیا اس کا نتیجہ کچھ بھی مفید ثابت ہوا کیا یہ پھر غصہ نہیں کہ اب پھر اسی پرانے ٹکے بقول اور غلط طریقے پر کوشش کی جائے اگر ہم ان بھائیوں کے اس خیال کو بھی مان لیں کہ ہماری موجودہ کوشش یعنی برہمنی چیزوں کے تیاگ کا وعدہ کرنے سے ہمارے ملک کے کاغذات اور تجارت کو ترقی ہوگی۔ اندر اس ترقی کو دیکھ کر منچسٹر کے بیوپاری حسد سے جلانے لگیں گے جس پر گورنٹ ہماری سودا برہمنی چیزوں پر کس گناہ سے لی لیکن ہم ایسے خیالات رکھنے والے اصحاب سے بڑھتے ہیں کہ باغرض ہم برہمنی چیزوں

کو نہ چھوڑیں یا ہم سودی چیزوں کا ہتھول کرنا شروع نہ کریں اور اس ملک کے کارخانہ جیڑت اور تجارت  
 کی خود بخود ترقی ہو جائے تو کیا اس وقت مانچسٹر کے بیوپاری صیہہ کریں گے کیا حامد اور ہندوستان کی  
 تجارتی ترقی کے دشمن خود غرضیہ زمین تاجر اس وقت ہماری سودی چیزوں کی پس گرا کر ہماری تجارت  
 کو غارت اور تباہ کرنے کی کوشش نہ کریں گے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ زمین خود غرضیہ اپنی جلی فصلت  
 کو اس وقت بھی نہ چھوڑیں گے۔ اگرچہ زمین تو کون شہر دوسے جو اسی کی گونجی کرے اور اس بات کا  
 ذمہ اپنے سر لے کہ اس وقت خود غرضیہ مانچسٹر کے تاجر اپنی تجارت کو نصف پہنچتے دیکھ کر خاموش  
 رہیں گے اور ہماری تجارت کو نصف نہ پہنچائیں گے۔ لیکن اس کا اصلی سبب کچھ اور ہی ہے کہ انگریز  
 لوگوں نے اپنی شاہی طاقت کو بری طرح ضحہ کر کے انڈیا کی تجارت کو غارت کرنے کی کوشش کی یا جو  
 آئندہ کریں گے۔ جیستہ کہ اس کا اصلی سبب ان کی ناداجب ناجائز اور خود غرضانہ اور طامع خیالات  
 قائم ہیں اس وقت تک یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ ہماری ترقی پر خوش ہوں وہ ہماری تجارت کا  
 ستیاناس کرنے کی کوشش کریں گے چاہے یہ ترقی سودی سے ہو یا بائیکاٹ سے یا خود بخود ان  
 دو فون کی مدد سے بغیر سوا البتہ ہم اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ اخیر میں اس خود غرضانہ فعل کا نتیجہ  
 نہ تو انگریز کے لئے مفید ہوگا اور نہ ہماہندوستان کے لئے ہم اگر ایسی حالت میں سودی چیز اور  
 بائیکاٹ دیکھ رہا ہے اپنے ملک کی ترقی کے واسطے کوشش کریں تو اس میں کسی قسم کا خوف نہیں  
 کیونکہ ہماری ترقی پر جو نتیجہ نکلنے والا ہے وہ قرضہ دہی ہوگا پھر سہا ہم کیوں اپنی کوشش اور  
 اپنے سہارک فراغت کر رہی تھی سے باز رہیں ہم ایک بات اور بھی غلام کر دینا مناسب سمجھتے ہیں  
 اور ہمیں اس پر بخیرہ یقین ہے کہ جس طرح انگریزوں نے اپنی عملداری کے آغاز میں اس ملک  
 کی تجارت اور کارخانوں کو بے شمار ظالمانہ ناداجب ناجائز طریقوں اور برکوششوں سے  
 تباہ کیا۔ اس قسم کی کوشش کرنے کی جرات انگریزوں کو اس وقت بیسویں صدی میں نہیں کر سکیں  
 گے کیونکہ اب دنیا کی حالت ہی تبدیل ہو چکی ہے اور اس وقت دنیا کے تمام ملک کے خیالات  
 میں حفاظت حقوق کا سب سے بھاری خیال کام کرتا نظر آ رہا ہے اور اس بڑے خیال  
 کا اثر برعظیم ایشیا کے کئی ملکوں پر ہوتا ہوا ہند پر بھی پڑنے لگا ہے۔ اب یہ بڑا خیال انگریزوں  
 کی مذکورہ ناداجب کوششوں کو کامیاب نہیں ہونے دیکھا۔ موجودہ وقت کے خیالات کے منہد کا

[illegible]



لکھوا لیتا ہے کہ اتنا مال اتنے دھن میں اس بھاد سے دیا جائے گا کہ کام جلا ہوں کی رضا مندی سے  
 نہیں کیا جاتا کہ کپنی کے گماشتے اپنی مرضی کے مطابق جلا ہوں سے من مانی شرطیں لکھوا لیتے ہیں۔  
 اگر کوئی بیشنگی روپیہ لینے سے انکار کرے تو روپیہ اس کی کمر میں باندھ دیا جاتا ہے اور اسے کپن  
 مار کر کچھری سے نکال دیتے ہیں بہت سے جلاہوں کے نام کپنی کے رجسٹر میں درج رکھتے ہیں۔ انہیں  
 کسی دوسرے کام کرنے کی اجازت نہیں رہی جاتی۔ اس طرح کے ظلم سے بچا رہے جلاہے تنگ  
 جاتے ہیں جس چیز کی قیمت بازار میں سو روپیہ ہو اس کے لئے انہیں صرف ۵۰ یا ۶۰ روپیہ دئے  
 جاتے ہیں۔ اگر غریب جلاہہ ایسی کڑی شرطیں پوری نہ کر سکے یا جب وہ تنگ کے مطابق ہل  
 تیا نہیں کر سکے تب اس کی سب جائداد ضبط کر لیا جاتا ہے اور اسکو بچک کپنی روپیہ وصول کرتی ہے شیم  
 لینے والوں کے ساتھ ایسی بے انصافی کا برتاؤ کیا گیا ہے کہ ان لوگوں نے اپنے انگوٹھے تک کاٹ ڈالے  
 صرف اس لئے کہ انہیں رشیم لینے کا کام نہ کرنا پڑے۔

اس طرح کے ہتھیار بے انصافی سختی اور ظلم سے معمولی طریقوں سے انگریزوں نے اس ملک  
 کے جلاہوں اور دوسرے کار بیگزوں کا روز گھر ملبھا کر دیا۔

۱۹۱۴ء سے انگریزوں کے لوگوں نے ہماری تجارت کا ناش کرنے کے لئے کمر کھی اور ایسے  
 قوانین بنانے شروع کئے جس سے یہی تجارت بھی معدوم ہو جائے۔ کپنی کے ڈائرکٹروں نے  
 یہ حکم جاری کیا کہ کنگال کے لوگوں کو رشیم کا کپڑا بننے سے روکنا چاہئے۔ وہاں کے لوگ صرف کپڑا  
 رشیم تیار کریں۔ اس رشیم کے کپڑے انگریزوں کے کارخانوں میں بننے جائیں گے۔ رشیم لینے والے  
 کپنی ہی کے کارخانوں میں کام کرنا چاہئے اگر وہ باہر کسی اور جگہ کام کریں تو ان کو سخت سزا  
 دی جائے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہندوستان سے رشیم کے کپڑے کی دستکاری کو معدوم کر  
 دیا جائے اس حکم کی بڑی سختی سے تعمیل کرائی گئی۔ تجارت و رشیم کا ہیہ پارٹی میں لائی گیا۔ کاریگر  
 قانون مرے گئے۔ انگریزوں کی تجارت خراب پڑنے لگی۔

انگریزوں میں کپنی کے کاروبار کی کئی دفعہ تحقیقات ہوئی۔ پہلے ۱۹۱۴ء میں دوسری  
 مرتبہ ۱۹۱۷ء میں اس وقت ایک کمیشن مقرر کیا گیا تھا اور ٹیگن فردنکم وغیرہ بڑے بڑے  
 انصاف کی صلاح فی کئی تھی۔ صلاح اس بات کی تھی کہ تجارت و رشیم کی تجارت کن تجاویز سے بڑا

ہو۔ انگریزوں کی ہزار کوشش کرنے پر بھی اس وقت بھارت ویش کے سوتی اور ریشمی کپڑے پر انگریز کو ۵۰-۶۰ روپیہ سبکہ نفع ملتا تھا یعنی جب انگریز کے مینے ہوئے سوتی اور ریشمی کپڑے انگریز میں سو روپیہ کو ملتے تھے تب ہندوستان کے مینے ہوئے وہی کپڑے انگریز میں ۵۰-۶۰ روپیہ قیمت پاتے تھے۔ اسی لئے ہمارے ملک کا کپڑا دہاں کثرت سے ملتا تھا۔ ولایتی جلاہوں کے کپڑے بالکل پسند نہ کئے جاتے تھے۔ ہمارے یہ کاریگری انگریزوں کو ایک آنکھ نہ بھائی اس لئے اپنے ملک کے کپڑے کو ترقی دینے کے لئے انہوں نے ہندوستان کے کپڑے کو بائیکاٹ کیا بارکمریٹ نے قانون بنادیا کہ ہندوستان کے کپڑے بیچنے والے کو ۲۰۰ روپیہ جرمانہ دینا پڑے گا۔ اگرچہ آمدنی ہندوستان کپڑا بیچنے والا ۵۰ روپیہ ڈیڑھ دینا پڑے گا۔ اس لئے ایک آن قانون جاری کیا گیا جس کا مطلب تھا کہ انگریز میں کالی کٹ سے آنیوالے سو پونڈ کپڑے پر ۶۴ پونڈ ہنگامہ پنس محصول لگایا جائے۔ ڈیڑھ کی سو پونڈ کی مل پر ۴ پونڈ ہنگامہ پنس محصول لگایا جائے اور ہندوستان کے رنگین کپڑے کی آمد بالکل بند کر دی جائے جب انگریزوں نے یہ دیکھا کہ اتنا بڑا محصول لگانے پر بھی ہندوستان کی چیزیں انگریز میں فروخت کئے لئے آتی ہیں تب ان لوگوں نے فیصدی ۲۰ پونڈ محصول اور ڈیڑھ سا سو پونڈ قیمت کی چھٹیٹ پر ۶۴ پونڈ ہنگامہ پنس اور مل پر ۶۴ پونڈ ہنگامہ پنس محصول ہو گیا۔ اسی طرح انگریزوں نے اس دیش کی تجارت کو مٹھی میں ملا دیا۔

انگریزوں کی یہ افغانی کے ثبوت میں ایک انگریز مورخ کی شہادت پیش کی جاتی ہے مندرجہ ذیل  
 رقصہ از ہیں۔ ”مستلزمہ کی تحقیقات سے یہ معلوم ہوا کہ ہندوستان کے سوتی اور ریشمی کپڑے ولایت میں مینے ہوئے کپڑوں سے ۵۰ یا ۶۰ فیصدی کم قیمت پر ملتے تھے۔ تب انگریزوں کو ہندوستانی کپڑوں پر ۵۰-۶۰ فیصدی محصول لگانا پڑا اور ہندوستانی کپڑوں کی تجارت بند کر کے اپنے دل کی حفاظت کرنی پڑی لیکن اگر یہاں تک جاتا تو انگریزوں کی دوشی نکلیں بھی نہ چل سکتیں۔ یہ کلیں ہندوستان کی تجارت کو بند کر کے چھلانی گئی ہیں۔ اگر ہندوستانی خود ملتا ہوتے تو وہ ضرور اس بے افغانی کا بدلہ لیتے وہ بھی انگریزوں کے ہاں پر بند کرنے والا محصول لگاتے اور اپنے فائدہ مند مال کی حفاظت کرتے لیکن ان میں اپنے آپ حفاظت کرنے کی طاقت نہ تھی وہ بالکل ہنسی لوگوں کے بس میں تھے ولایتی چیزیں زبردستی سے ان لوگوں کے گھر لے گئی تھیں اور انہیں کچھ محصول بھی نہیں لگایا



جانا تھا جب ہرنی سرداگر (انگریز) اپنے ماتحتوں رہنما ستانوں کا موقع پا کر راست طریقہ سے نہ کر سکے تب وہ ان کا گلہ گھونٹنے کے لئے پولیسکل نا انصافی کے ہتھیاروں کا بڑا استعمال کرنے لگے۔

انگریزوں نے جان بوجھ کر غرضی سے اس ملک کی تجارت برباد کر دی اور اس ملک کے آدمیوں کو صرف کچا ایل تیار کر لینے پر مجبور کیا جس کے نام میں ہندوستانی تجارت کے ساتھ ہی تھمتیہ کرنے کے لئے انگلینڈ میں ایک کمپنی مقرر ہوئی۔ اس کمپنی میں بہت سے انگریز افسروں نے گواہی دی تھی اس سے بھی یہ بات باقی بھاٹی ہے کہ انگریزوں نے اس ملک کی تجارت صرف اپنے فائدہ کے لئے تباہ کی یہ بات نیچے لکھے ہوئے گواہوں کے بیانات سے ظاہر ہوتی ہے۔

ٹریڈین نے ہندوستان کو "ہم لوگوں نے ہندوستان کی تجارت کو چھوٹ کر دیا۔ اب ان لوگوں کو زراعت کے سوائے اور کوئی حق حاصل نہیں ہے۔"

شور و جھجکتے ہوئے میسرے، خیالی بی بی، ہارٹ کا کچا ٹوٹا، موجودہ ملک کے انگریزوں اور ہندوستانیوں پر کس طرح ظلم کیا گیا، انگریزوں کی اور ان کے اہل خانہ کی خوشی کی بجائے اس کے لئے ہندوستانیوں کو کس طرح پریشان اور برباد کیا گیا۔

لائٹ کی نہادیت بہت کم ہو گئی۔ ہندوستانیوں کو ایک بگے جی کا انش کیا ہے اور منشی گریٹھن کا بیان ہے کہ ہم نے کوئی نہ پڑا مال نہ کوئی ہندوستانیوں کے لئے نہ کیا۔

ہمارے ادنیٰ کپڑے پر کچھ بھی محصول نہیں اور سوئی پر صرف ۲۰ فیصد ہی محصول ہے لیکن ہندوستانیوں کے مال پر ہم لوگوں نے اس کا محصول ایک سو سو کے لئے کیا ہے۔

بال بچہ ۱۰ فیصد ہی۔ سیر ٹیکہ ۲۰ - ۳۰ - ۵۰ - ۱۰۰ - ۲۰۰ اور ۱۰۰۰ ایک بھی محصول لگایا گیا ہے۔

اس بات کا بیان نہیں کر سکتا کہ سورتیہ روٹیاں کہ مرشد آباد وغیرہ شہروں کی تجارت کس طرح برباد کی گئی۔ انگریزوں کے اس طریق کو میں درست اور منصفانہ نہیں مانتا۔ میری رائے ہے کہ ایک طاقتور ملک نے دوسرے ناقص ملک پر اپنی طاقت کا بڑا استعمال کیا ہے۔

یہ نہیں مانتا کہ ہندوستان زرعی ملک ہے اس ملک کی کارگیری دت سے مشہور ہے کوئی ملک صنعت و حرفت میں اسکی برابر نہیں کر سکتا تھا اور اس کو صرف زراعتی ملک بنانے کی کوشش کرنا بے انصافی ہے۔ میں اس بات کو نہیں مانتا کہ ہندوستان کا کام صرف انگلیتہ کر فم پیداوار



[illegible]



پڑھے ہیں وہ جانتے ہیں کہ اس تحریک میں کتنے گورد کتنے شجر اور کتنے طالب علم شامل تھے۔ جاپان  
 کی تواریخ بھی اس بات کی تہادت دیتی ہے کہ اس ملک کی لائیکس اور ملکی تحریکیوں کا پھولنے کے گورد  
 اور پسپا طلب علموں کا بڑا حصہ رہا ہے۔ کتنے گوردوں اور دانشوروں کا یہی فرض ہے کہ وہ اپنے انجمن  
 طالب علموں کو ملکی خیر خواہی کے صف میں اچھی طرح بکھار دے۔ اور انہیں یہ یقین ہی ان کے دل میں محبت  
 اور پیش پیشی کا بیج جو کران کی طبیعت اس طرح کی بنائیں کہ وہ جب تک زندہ رہیں اپنے فرض سے  
 کبھی اندر نہ ہٹیں۔ جو گورد و دانشور اپنے پیشانی راجہ کے نوکر ہیں۔ جو علم و پیشانی راجہ کے قانون کے  
 مطابق اپنے طالب علموں کو بیوقوف بنانے کی کوشش میں لگے۔ ان کی کوششیں کتنے ہی اور  
 بڑے شجر اپنے پیشانی کی خاطر اپنے اپنے گوردوں کو کھینچ رہے ہیں۔ اور انہیں یہ یقین ہے کہ وہ اپنے  
 تعلیم شے ہیں اور انہیں سوچنی کا عامی ہر سہ۔ سوچنے کے بتائیں وہ اپنے گورد نہیں ہیں۔ مذکورہ  
 سطور سے ناظرین کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ ہمارے گورد و دانشور کتنے ہی تو ہیں اور کتنے ہی ہیں کہ بالکل  
 ناقابل ہی نہیں بلکہ ہماری ترقی تعلیم شے کی خدمت میں ہمیشہ تیار ہیں۔ انہیں یہ یقین ہے کہ وہ اپنے  
 ہمارے اور کسی پر کیسے بلکے۔ بلکہ انہیں یہ یقین ہے کہ انہیں اپنے اپنے گوردوں اور اپنے اپنے  
 ملک کی اعلیٰ ترقی کی تعلیم شے میں جو کچھ کچھ ہو گا۔ انہیں یہ یقین ہے کہ وہ اپنے گوردوں اور  
 ملکی تعلیم شے میں ہمارے ہی ہوتے ہیں۔ گورد اور دانشور انہیں یہ یقین ہے کہ انہیں یہ یقین ہے کہ وہ  
 ہیں۔ ملکی خیر خواہی۔ قومی ترقی۔ انہیں یہ یقین ہے کہ انہیں یہ یقین ہے کہ وہ اپنے گوردوں اور  
 ملک کی خدمت میں ہوتے ہیں۔ انہیں یہ یقین ہے کہ انہیں یہ یقین ہے کہ وہ اپنے گوردوں اور  
 دوسرے جذبہ۔ انہیں یہ یقین ہے کہ انہیں یہ یقین ہے کہ وہ اپنے گوردوں اور  
 فرضی کے خلاف تعلیم شے میں شہریت کے لیے گورد و دانشور ہیں۔ انہیں یہ یقین ہے کہ وہ اپنے  
 ذوالہ ہے۔ بلکہ ہمارے اس لیے ہے کہ گورد و دانشور ہیں۔ انہیں یہ یقین ہے کہ وہ اپنے  
 چیمبر لین کی تحریک میں انگلیش کی اسکول اور کیمبر لین کے طالب علموں کی خدمت میں ہمارے  
 سوچنی تحریک میں ملکی طالب علموں کو شمولیت سے کبھی نہ لے۔ اور جس طرح انہیں یہ یقین ہے کہ وہ اپنے  
 اور جاپان کے کالجوں اور سکول کے نیم و پوسٹل اپنے اپنے ملک کی خیر خواہی پر آزادی سے بکھیرتے  
 ہیں۔ اسی طرح ہمارے یہ گورد بھی گاؤں گاؤں اور قصبہ قصبہ میں سوچنی تحریک پر بکھیرتے





۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰



سنجھتے ہیں کہ جاتی تھی۔ انگریزی راج میں بندے اترم کہنے پر سزا دی جاتی تھی اور وطن کی جگہ کے  
 مضامین لکھانے سے روکا جاتا ہے۔ مغلیہ عہد حکومت میں لوگوں کو کہا جاتا تھا کہ مسلمان ہر جاؤ ورتہ  
 بند و قہار ہی خبر لے گی۔ اس زمانہ میں لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ بندے اترم نہ کہہ دو نہ ہندو  
 تمہاری خبر لے گی۔ خبر گھرنے کی کوئی بات نہیں۔ ہمارا یقین ہے کہ یہ واقعہ انڈیا کی طرف سے  
 ہوا اور ہندوستان کے حق میں انجام کار منفی ثابت ہو گا۔

## خوشحالی

ہندوستان کی سرکار کی خود مرضی نہ بالیسی نے مدت ہر بی بیوں کی مال ترقی کا طرز  
 کر ڈالا ہے۔ ایک اس وقت ہندوستان میں بھی ترقی کہیں دکھائی نہیں دیتی۔ (جو صورت پہلے  
 کی ریل پٹی کا بھوت چاروں طرف کھیل رہا ہے۔ اکثر پورن فاشی اور اناکس کو بھوت سر  
 میں گھسا کر تباہ اور پہلے جنم میں جس نے شے ستایا ہو تب یہ اس کی اولاد کے ذریعہ سے  
 اپنی کل کا اعتبار کیا کرتے ہیں۔

ہندوستان کی خوشحالی کے ریل پٹی کا بھوت ابھی سال میں دو دفعہ انگریزوں کے سر  
 پہ چڑھتا ہے۔ پہلی دفعہ یہ بھوت کلکتہ میں گوانٹا بند کے سر پر چڑھ کر نکلتا ہے۔ دوسری  
 مرتبہ یہاں کے سر چڑھنے کے اثر سے ریلوے کے بندے کے سر پر چڑھ کر نکلتا ہے۔  
 تیسری مرتبہ ہندوستان کے محکمہ میٹروپولیٹن میں جس وقت ہندوستان کا بھوت چڑھ کر نکلتا ہے  
 سب سے پہلے یہاں اس وقت خوشحالی کا بھوت سرکاری عہدوں کے سر پر چڑھ کر نکلتا ہے  
 محکمہ میٹروپولیٹن کی کسی سبکدہ کو لے لیجئے ہندوستان کے خزانچی صاحب نے اس میں بی بیوں  
 کی خوشحالی کا گیت گایا ہو گا۔

اس وقت اگر خزانچی صاحب سے پوچھا جائے کہ بھتی تو کون ہے تو ان کے سر پر  
 کا بھوت چڑھ کر دیکھا کہ ہندوستان کی ریل پٹی ہوں۔ اگر غور سے دیکھیں جائے تو کلکتہ  
 اور ولاٹ میں ہندوستان کی آمد و خروج پر جو بھوت سب سے پہلے چڑھتا ہے وہ کچھ اور نہیں۔ اسی بھوت

تقدیر بر من ایستاد که در این روز من به این شهر آمدم  
و به این شهر آمدم

بابینہ و فاتحہ کی کتاب

[illegible][illegible]

کی بڑی ٹراپٹ ہے اور اس بڑی ٹراپٹ کو بند کرنے کے لیے پتہ اور تہاڑوں کے چہرے چھونکے  
سودا گاہ اور کچھ نہیں۔

یہ خوشحالی کی بحث کا متاثر ہر سال ایک سا اور ایک ہی ڈھنگ کا رہتا ہے۔ ہندوستان  
کی حالت کیسی ہی ہو لیکن سالانہ ساٹھ ہزار کی تنخواہ بھٹکانے والے خزانچی صاحب خوشحالی کا ہی  
گیت گایا کرتے ہیں۔ لوگوں میں شراب خوری کی کثرت بڑھنے لگی تو خزانچی صاحب نے ترقی کی  
چینج ماری کیونکہ جب لوگ شراب پیتے ہیں تو ضرور یہاں مالدار ہو گئے ہونگے۔ حکام کی یہ دلیل  
بالکل سیدھی ہے کہ کوئی شخص ہر دن شراب کے پینے پر مالے پی جاتا ہے اتنے ہی مال کا  
آمدنی لے ہونا چاہیئے۔

نہک پر محصول لگا یا جاتا ہے تو اس سے ہندوستان کی ترقی ثابت ہوتی ہے اگر گھٹایا  
جاتا ہے تو بھی ترقی ہی ثابت ہوتی ہے۔ آدنی ٹیکس لگتا ہے تو ہندوستان کی خوشحالی کو پایہ ثبوت  
تک پہنچانے میں کوئی حجت ہوتی ہی نہیں۔ غلات اس کے اگر محلات کو دیا جائے تب بھی رعایا خوشحال  
ہی ہے۔ اگر ملاخون سے لوگ کم مرے تو کہا جائے گا کہ لکھتے ہی ہو گئے۔ اگر زیادہ مرے تو ان کا کوڑ  
پتیلوں میں شمار ہے۔ کیونکہ اگر اس قدر آدمیوں کے مرنے پر ان کے جلائے کے لئے سب لوگوں کے  
پاس کاغذیاں اور کفن کو کپڑا موجود ہے بقول حکام وہ غریب کیسے ہو سکتے ہیں۔ شراب کا ہنگام  
بڑا ہی صرامکاری کے آڈے بڑا ہے۔ انڈیوں کے چکے بڑا ہیں۔ تو لوگوں کی مالدار بھی بڑھتی  
ہی چاہئے۔ سب آزاد ملکوں میں ایسا سمجھا جاتا ہے کہ جن ملکوں سے لوگوں کا استحصال  
برباد ہوتا ہے جن باتوں سے یہ جان اور کمزور رعیت کی بوقت موت ہوا کرتی ہے ان  
کے کم ہونے سے لوگوں کی حالت اچھی ثابت ہوتی ہے لیکن ہندوستان کا باؤ آدمی تو نرالا  
ہے۔ تم شراب خور ہو۔ قحط میں پھر منی چوڑو۔ پھر بھی حکام کو چھپا دینے والا قانون موت پھیل  
کھلا کر پی جلائے گا کہ تم مرے کرتے ہو۔ عیش اڑاتے ہو۔

اب تک شراب سے نہک سے رشک سے۔ ہنگ سے اور ہندوستان کی صنعت اور صرف  
فناک میں ملانے والی بروہی تجارت سے ہندوستان کی خوشحالی ثابت کی جاتی رہی ہے لیکن اس  
مرد ہندوستان کی دو تہائی ثابت کرنے کے لئے ہندوستان کے خزانچی سیکر صاحب نے ایک نئی

دلیل کی وجہ سے ہی بس سے بڑھ گئی ہے۔

یہ نئی دوا ویل صرف تھوڑی دوز سے ہر دستا نیوں کی دوا مقرر کی گئی ہے یہ دوا ویل بالکل  
 اپنی ہی نہیں۔ کیرنکو سال گزشتہ میں گورنمنٹ بھیجی گئی تھی اسے استعمال کیا تھا۔ لیکن یہ سبب یہ کہ  
 میں گھٹس آنے پر اسے ایک خاص غصت حاصل ہو گئی ہے۔

ہندوستان کے جج جج کے اعداد و نسب میں پیش کرتے ہوئے بیکر صاحب نے دو تین طور سے ہندوستان کی خوشحالی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ قحط - تجارت کی ترقی اور مزدوروں کی مزدوری بڑھ جانا۔ بھلا بھلا شریک سیم اٹار ہندوستان کی خوشحالی بڑھنے کے ہیں۔ وہی سارا لکھنؤ وغیرہ ضلع میں بھلا لکھ کال پڑھا ہے پنجاب بنگال۔ وسط ہند مدو بجات مشر سٹار۔ بیٹی میں کم و بیش قحط موجود ہی ہے۔ راجسی حالت میں بھی قحط کے امدادی کاموں پر پندرہ لاکھ سے زیادہ آدمی نہیں ہیں۔ ۱۹۰۶ء اور ۱۹۰۷ء کے قحط میں امدادی کاموں اور قحط میں ہیں جیسے آج کے اتنے اب نہیں اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سرکار کی مدد کو قحط کی فکر بھیانک کی طاقت رعایا میں آگئی ہے۔ گزشتہ آٹھ دس سال کی نسبت رعایا کی حالت اب ایسی تندرستی ہے کہ اب وہ قحط سے نہیں ڈرتی۔ جیسے پہلے قحط کی وجہ سے لوگ حیران ہو کر ادم اور ہر جاگرتے تھے ایسے اس مرتبہ نہیں بھگتے پھر کیا اس سے یہ نہیں سمجھا جاسکتا کہ رعیت مالدار ہو گئی۔ تجارت کے اعداد میں خوب ترقی ہے۔ تجارت میں لگے والے راجاؤں نے ڈھائے سرکار کا ناکہ میں دم اٹھا۔ مزدوروں کی شرح بھگت بڑھی ہوئی ہے اور قحط کے کڑی تیس دنوں میں بھی پہلے کی نسبت بری کم ہوتی ہے تو کیا پھر ایسا نہیں جاسکتا کہ رعایا کی حالت دن بدن بہتر ہوتی جا رہی ہے۔ اگر کچھ ہوساں بات سے تو یہی کہ پہلے قحط کی نسبت قحط کے بہاد چاروں طرف سے ہلکا ہوا۔ پھر ہا ہے۔ اس پر خود کرنے کے لئے سرکار کی کمیشن مقرر کر دی۔ قحط کے امدادی کاموں پر اس وقت پندرہ لاکھ سانس لگی تھیں جو پڑنے کا کام کر سکتے ہیں۔ سرکار کا کہنا ہے کہ یہ تعداد اس سے بھی زیادہ ہونا چاہیے تھی کیونکہ ایسی تین اس کے ہیں نتیجہ ممکن ہے کہ رعایا کو جیسی تندرستی نہ ملے جاتا۔ سب سے وہ اتنی مشکل نہیں۔

اس کے متعلق کسی بھی چیز پر غور کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

اگر نگرز لگ جاتے ہیں کہ ہندوستانی آجکل بھی حکومت نر خستہ کی ہے قابل نہیں ہیں لیکن  
 بہت کی تشریح کرنا بہت مشکل کام ہے دنیا ریاستوں میں ہندوستانیوں کے اکثر حکومت سے  
 روایت صاف معلوم ہوتی ہے کہ ہم لوگ حکومت کرنے کے لائق ہیں اگر نہیں تو کہہ سکتے ہیں کہ  
 ہم اس کی تعلیم نہیں دیکھتی تو قابلیت کہاں سے آجائے جس طرح پانی میں ڈوبنے کے بغیر تیرنا  
 آسکتا اسی طرح ہر جمہوریدہ مصلحتاً جواب ہے ہم حکومت کر سکتے ہیں اور اگر نہیں تو ہم حکومت  
 دیکھ لائیں بنا کسی ہمارے غلطی ہشتات ہیں اگر انگریزوں نے ہندوستانیوں کو یہ سبق تو خود اس کے لئے  
 پر لحاظ و پاس بالائے طاق رکھ کر کارروائی کرنا پڑے گا کہ کیا کر سکتے ہیں یا نہیں کیا  
 راستہ ہے اور یہ بوقت ضرورت فحاش کرنا ہی پڑتا ہے اگر نگرز کی جگہ ہندوستانیوں کے لئے  
 ہندوستانی انتظام حکومت نہیں کر سکتے ہیں اس سے نتیجہ نکلتا کہ غرض کیا جاتا ہے کہ رفتہ رفتہ  
 ہندوستانی لوگ خود اپنے جانوروں سے کہیں سیکھ کر ہم حکومت کرنے کے قابل نہیں ہر اگر ہندوستانی  
 انگریزوں کی تعلیم لازم نگذرتا تو اس امر کے کئی پہلو ہوسکتے ہیں اس میں کسی قسم کا شک نہیں کہ  
 انگریز لگ کر کئی وجوہات سے ہندوستان پر حکومت کرنے کے قابل نہیں ہیں مگر ان شخص اگر یہ ال  
 کرے کہ ہندوستان پر ہنگامہ بنائے لوگ حکومت کرنے کے قابل ہیں یا ہندوستان لئے تو اس کا  
 جواب ہر شخص دے سکتا ہے کہ نہیں ہندوستان کی حکومت کرنے کے واسطے ہندوستانی ہی ہونا  
 چاہیے ہندوستان میں حکومت کرنے کی بابت انگریزوں کی قابلیت کے ایک تہیں وہ نہیں کئی وجوہات  
 ہیں (۱) یہ برقی ہونے کے سبب سے ہندوستان پر حکومت کرنے کی قابلیت نہیں رکھتے (۲) ہندوستان  
 کو کوڑی کوڑی سکے لئے محتاج بنا کر جان کی دولت اپنے ملک میں تو ہندوستان کے باوجود وہ حکومت  
 کرنے کے لائق نہیں (۳) سب لوگوں کو ایک جگہ سے نہیں دیکھتے۔ اپنے قومی بھائیوں کو کوڑی  
 لڑی تخرابوں اور زخم داری کے عہدوں پر مقرر کر کے ہندوستانیوں کو اپنے درجہ اور  
 سطح کو بھول دیتے ہیں اس وجہ سے ہندوستان پر وہ حکومت چلانے کے قابل نہیں ہیں (۴)  
 بریٹش دہرم جو ہندوستان کے سب سے پہلے ہندوستانیوں کو دیکھ کر اس کے مذہبی عقیدہ کو کوڑ کرنا  
 کئی انگریزوں کا فرض ہو گیا ہے اس لئے وہ ہندوستان پر حکومت کرنے کے قابل نہیں ہیں (۵) ان کے  
 عملی زندگی میں ہندوستان کی دولت کی روک ٹوک ٹوٹے ہوئے ہے جس سے یہاں کے لوگوں

چنگے کم نہیں اور کسی آزاد ملک کے حکام بھی بے سواد پر خوش نہ ہو سکیں گے کہ کبھی نکلے بھڑکنے کے  
 چادرہ لاکھ چار انسان آئے زیادہ نہ ہو۔ تو بھی اس کی وجہ سے رعایا کو خوشحال ثابت کرنا ایک  
 دم انصاف کا قانون کرنا ہے۔ نکلے بھڑکنے کے لئے جو بہت آدمی گورنٹ کے ذریعہ نہیں  
 آئے ماس کی دھواں کی ترقی نہیں بلکہ اور کئی دیگر ذرائع ہیں۔

چنگی وجہ یہ ہے کہ مالک متحدہ ملک اس وقت پہلے کے لئے تھا دی خوب دیا لگی ماس سے بہت  
 سہولت اور کم قیمت پر ملتی ہے۔ اس لئے کہ کام پر نہیں لگے۔ پہلے محض ان میں سرکار نے امداد دیا کہ سولہ  
 سو سال کے لئے اور تین چار سو سال کا ماس اپنے جو یہ پہنچ رہا تھا جس سے وہ سرکار کو دے لیں نہیں سکتے  
 اور چونکہ ان کی قیمت کم تھی اس لئے کہ ان کے لئے عزت دار کسانوں کو اس خط میں  
 سرکار نے ترقی دیا کہ غور یہ رہا کہ یہ قرضہ دیکھ کر سو سو روپوں کے لئے کی تجویز نکال بیستہ سو سال  
 کے لئے دیا کہ سو سو روپے قرضہ کر لیں لگھیا گیا بیستہ سو روپے تھا وہی اس جو قرضہ پہلے چاہتے ہیں سو سو  
 روپے پر لکھ سو روپے نہ دیا جائے اور بہت قرضہ دیا جس سے قرضہ در قرضہ وصول کیا جاسکے قرضہ وہی  
 قرضہ کی قیمت نہ دے سکتی ہے۔

خواہ وہ چاہے نہیں کیوں نہ ہو۔ بات باطل ہے کہ سرکار سے اس طرح قرضہ مل سکتے  
 ہیں۔ شریعہ سے حال ہو کر اوم اور دوش سے بچ لگی۔ جب یہ کہا جاتا ہے کہ قرضہ کے کاموں  
 پر پہلے کی بہ نسبت زیادہ آدمی نہیں آئے تب یہ بات بھی نہیں قبول جانا چاہئے کہ قرضہ وہی کا  
 قرضہ زیادہ دیا گیا ہے۔ قرضہ وہی سے عزت دار کسانوں کو سہولیت ہوئی۔ سو سو روپے بل چل کر  
 سے سو سو روپے چاہا ہوں دفعہ کو نہارا اور قرضہ وہی سے آسانی ہوئی اور ایک نے بہت سے مزدوروں  
 اور کھیتی کی اس میں مل کر مار گرایا ماس کے قرضہ کے کاموں پر اس قرضہ آدمیوں کی تعداد کم  
 ہوئی اسان دجرات میں سو سو روپے تحریک کے سوا اور کوئی بات بھی خوشی کی نہیں اور یہ تو ایک بڑی  
 حکام کی سوانہ نہیں ہے۔

## مقابل کون ہے؟

یعنی اس معروضہ کا اردو ترجمہ جو ملک جلا جلا نے سنہ ۱۹۰۸ء کی پہلی مہما میں اپنا اثبات کیسری میں کیا

میں پیدا ہو سکتی ہے۔ اس لحاظ سے ہندوؤں کی تاریخ میں سیراجی ہی ایک اربابِ ارباب  
 سکتا ہے۔ اس کا نظریہ ایسے وقت میں ہوا جب کہ تمام قوم بڑی سے سبابت چھل کرنا چاہتی تھی اور  
 اس بہادر نے اپنی قربانی اور حوصلہ سے دنیا پر ثابت کر دیا کہ ہندوستان وہ ملک نہیں ہے  
 جس کا خدا نہ ہو۔ یہ سچ ہے کہ اس وقت ہندو مسلمانوں میں ناچاقی تھی اور سیراجی کو جو کہ مسلمانوں  
 کے مذہبی اصولوں کی تعظیم کرتا تھا یہ خیال نہ ہو سکتا تھا کہ شہادت پر سر ہیکار ہونا پڑا کہ وہ لوگوں کے لئے  
 ناقابلِ بدداشت ہو گئی تھی لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اب جب کہ مسلمان اور ہندو دونوں قوتوں  
 سے ان کی طاقت چھن چکی ہے اور دونوں پر ایک ہی طرح کے قوانین اور قواعد سے حکومت  
 ہو رہی ہے۔ وہ ایک ایسے شخص کو جس نے اپنے زمانہ کی علامت حکومت کے خلاف قتل کیا وہ نہ  
 جنگ کی ہو ایک سبب یا وہ قسیم نہ کریں۔

اس بات کی نہ تو یقین کی جاتی ہے اور نہ ہی صورت میں فوج کی جاسکتی ہے کہ ہر  
 موجودہ نسل وہ وسایل اختیار کرے جو سیراجی نے کئے تھے۔ اس کے متعلق جو الزام ہے  
 سے بڑے دل شکناس کو خونخوہ کرنے کے لئے لگایا جاتا ہے وہ محض ایک گلو انڈین اہل قلم حضرات  
 کے دماغ کی سرافعلط اختراع ہے۔ یہ کوئی خواب میں بھی نہیں لاسکتا کہ سیراجی کے زمانہ کے  
 تمام واقعات کی زمانہ حال میں تقلید کی جاسے۔ یہ جوش و حوصلہ تھا جو شیواجی کے کارناموں  
 میں کام کرتا تھا اور یہی سبق ہماری ترقی کن نسل کو ہر دم پیش نظر رکھنا چاہیے۔ ہمارے  
 خیال کے متعلق کتنی بھی حضرات بیانی کی جائے کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور ہم امید اور یقین رکھتے  
 ہیں کہ ہمارے مسلمان دوست ان حکمرانوں سے ہو کر میں نہ آجائیے گئے۔ ہر ایک ان میں  
 کو ایک گلو انڈین اہل قلم اصحاب ہنگستان کے "نفس" کا اور فرانس کے نیپولین اعظم کی پویش پر  
 اس وجہ سے متعزز نہ ہونگے کہ ایسا کرنا دو قوموں کے درمیان معاشرت پیدا کرے۔ یہاں  
 تعلقات کو نہ ٹھنکنا چاہیے۔ لیکن اب تک یہ ایک گلو انڈین نکتہ نہیں ہمارے لئے واضح و مفق  
 کا کام یہ کر رہے ہیں اور اس بات کی پرواہ نہیں کرتے کہ اب ہم ان کی سر پھٹول کرانے والی چادوں  
 سے کافی عائد ہوئے آگاہ ہو چکے ہیں کہ ان کی بات کو باور کرنے کے لئے تیار ہیں۔

سیراجی کا یہ ہمارے مسلمانوں سے معاشرت پیدا کرنے یا چھڑ چھاڑ کرنے کی غرض سے

آدمی کنگال ہو گئے اور کرڈوں آدمی پیگ اور قحط سے پٹا پٹ مر رہے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں  
 کہ یہ حکمرانوں کے گناہ کا نتیجہ ہے اس لئے وہ ہندوستان پر حکومت کے ناقابل ہیں۔  
 ہندوستان کی حکومت کلاپہرہننگ و غیرہ لوگوں کی ناجائز کارروائیوں سے مہل کی اور انہیں  
 کا پسپی کے مطابق اس وقت بھی ان کی حکومت چل رہی ہے اس وجہ سے وہ ہندوستان پر حکومت  
 کرنے کی قابلیت نہیں رکھتے (۸) انہوں نے اپنے عہد پر سے نہیں کئے اسی سبب سے وہ ہندو  
 پر حکومت کرنے کے لائق نہیں ہیں (۹) ہندوستان کے قیس کرڈ لوگ ہم آواز ہو کر سورج کے لئے  
 چٹا ہے ہیں اس پر قوج دینا تو درکنہ ان کے کان میں بھینک تک نہیں پڑتی اس باعث وہ  
 ہندوستان کی حکومت کر سکتے لائق نہیں ہیں (۱۰) ڈولہری صاحب کے عہد میں دہلی راجہ راجو  
 راج بلیہر کسی سبب کے خلاف کر نیکے باعث وہ ہندوستان پر حکمرانی کرنے کے لائق نہیں ہیں (۱۱)  
 انہوں نے ہندوستان کی تجارت بالکل سستیا کر دی اس وجہ سے وہ حکومت کرنے کے قابل نہیں  
 ہیں اکثر لوگ سمجھیں گے کہ یہ تو چند وجوہ ظاہر کی گئی ہیں لیکن ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ مبہارہ وجوہ ظاہر  
 نہیں کہیں اصل بات یہ ہے کہ مذکورہ صدر بہاب اور جرجنج نہیں کئے گئے ان کے ثبات  
 ہے کہ انگریز لوگوں کو ہندوستان میں حکومت کرنا بالکل ٹریب نہیں دیتے۔ یادیں سمجھئے کہ انہیں  
 قابلیت نہیں ہے لیکن یہ باتیں لوگ اپنے دل میں لکھے ہوئے ہیں ظاہر نہیں کرتے۔ اگر انگریز  
 لوگ ہندوستان پر حکومت کرنے کے قابل نہیں ہیں آخر یہ یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہاں تک نوبت  
 نہ آئے اور ہندوستان کو رفتہ رفتہ حکومت خود استیاری مل جائے تو اس میں انگریزوں کا  
 فائدہ ہے۔

## ہمارا قومی بہادر بیوی

اس مضمون کا ترجمہ جو پندرہ جون ۱۹۰۷ء کو اپنے انگریزی اخبار مرثیہ میں شائع کیا تھا  
 بہادر پرستی کا جذبہ اس فنِ خط میں بہت گہرا گھر گئے ہوئے ہے۔ ہمارے قومی بہادروں  
 کے لئے اسی طاقت کی اشد ضرورت ہے۔ جو کہ صرف سوڈانی بہادری کی پشتیں سے پیدا ہوا ہے۔



## ایام قید

میں نے یہ سب کچھ جو تک پہنچا ہے اس نے جولائی ۱۹۱۸ء میں اپنی رہائی کے بعد اپنے انگریزی اخبار "مرٹھ" میں  
ظاہر کئے تھے۔

میرزا کا حکم ہونے کے بعد مجھ کو اپنے کسی رشتہ دار تک سے بدلے کا موقع نہیں دیا گیا۔  
میری سب سے پہلی جیل میں جب دس دن کے اندر میرا وزن دس پونڈ کم ہو گیا تو انسپرن جیل کو شہید  
ہوا کہ کہیں میں حقوق طلب عورتوں کے مشہور تھپڑ مارنا نہ کشتی کی پڑنال کو تو کام میں نہیں لارہ  
اس لئے کھانا کھا۔ اس کے وقت میری خاص نگرانی ہونے لگی جس سے کہ انسپرن جیل کو  
معلوم ہوا کہ میری سب سے پہلی شہید کرنا سنویشنسٹس کے (اور پھر انہوں نے میری خوراک میں دھوکہ  
لگایا) کا اضافہ کر دیا اور میری صحت کو خراب کرنے میں بھی کوئی کام نہیں دیا۔

۳۱ ستمبر پہلی جیل کا جیل میری کوٹھڑی میں آیا اور مجھے دس سے نو سال پہلے دفتر میں  
دو سال پہلے جیل میں میرے جسم سے قید خانہ کا لباس اتار کر بھگے گئے کی پڑنال کو شہید ہونے کے وقت  
پہنے ہوئے تھا دی گئی اور میں ایک گجراتی زمین قیدی کی طرح ایک گورے کے لباس پہن کر اور مسلمان  
پیس پہنوں کو نگارانی میں سٹیشن پر لایا گیا جہاں ایک گاڑی ہمارے انتظار میں تھی۔ اس وقت  
مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ مجھے کہاں بھیجا جا رہا ہے۔ اور نہ یہ معلوم ہوا کہ میری سزا قید یا شقت  
سے تبدیل ہو کر قید محض رہے گی۔ اگرچہ بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ میری سزا قید جیل سب سے پہلی  
اس میری سزا تبدیل ہونے کے متعلق احکام آگئے تھے۔

اگرچہ میری اس تبدیلی مقام کی خبر کو نہایت اچانک سے اپنے پیشرو، کھانا کھانا لیکن اپنے  
جانے میں گاؤں کے لوگوں کو کس طرح اس کا پتہ لگ گیا کیونکہ جب گاڑی اس سٹیشن پر پہنچی  
تو میں نے سٹیشن پر ہلکے ہالچ کی بجائے کھانے کے لئے۔ اگرچہ گاڑی میں بند ہونے کے باعث  
میں اپنے پرانیوں کے پریشن نہ کر سکا۔

میں نے پہنچنے پر مجھے ایک دکان کشتی پر سوار کر کے فرجیا جہاز پر پہنچایا گیا۔ اگرچہ یہ مقام جہاز

متعلق نہیں کیا جاتا زمانہ بدلتا رہتا ہے اور جیسا کہ میں نے ابھی عرض کیا ہے جہاں تک ملک کی  
 سیاسی حالت پر توجہ ہے۔ مسلمان اور ہندو ایک ہی کشتی میں اور ایک ہی سیڑ پر ہیں۔ کیا یہی  
 حالت میں دونوں سیراجی کی زندگی سے زندگی یا سبق حاصل نہیں کر سکتے؟ آخر سوال یہی ہے اگر  
 اس کا جواب حقیقت میں ہو تو یہ معمولی بات ہے کہ شیوا جی ہمارے شہر میں پیدا ہوا تھا۔ بنگال کے  
 چرٹی کے ہندوستانی اخبارات مثلاً پرکا اور بنگال نے بھی اس سوال کو اس ریشمی میں پیکر اس کی  
 تشریح کی ہے اور اب سوال کے ہر دو متعلقین کے لئے انگریجو انڈین لوگوں کے ذہن پر یہ مشورہ  
 کہ بہ تامل متبرل کر کے نگاہ ہے۔ اگر اکبر یا کسی دوسرے قدیم تاریخی بیانیہ نشان  
 میں کوئی تقریب جاری کی جائے تو ہم اس کے خلاف نہیں ہیں لیکن ایسی تقریروں کی اپنی قدر  
 قیمت ہوگی اور سیراجی کے میلے کو تمام ملک میں جو خاص عظمت و وقعت حاصل ہے وہ ہی ہے  
 اندر اس بات کا خیال رکھنا ہم سب پر فرض ہے کہ ایسے اہم میلے کی خصوصیت کی نظر انداز  
 یا خلاف بیانیہ نہ کی جائے۔ ہر ایک ہمارا خواہ ہندوستانی ہو یا برہمن اپنے زمانہ کی ضرورت  
 کے مطابق کام کرنا ہے۔ اس لئے ہم کو اس کے کارناموں کا اندازہ اس کے زمانہ کے معیار  
 سے لگانا چاہئے۔ اگر اس اصول کو تسلیم کر لیا جائے تو سیراجی کی سوانح میری میں کوئی بات یہی  
 نہیں ملتی جس کو مستثنیٰ کیا جاسکے۔ بلکہ میرا کہ میں نے عرض کیا ہے اتنی دُور جانے کی ضرورت  
 ہی نہیں۔ سیراجی کو قریب ہمارا درجہ عرق ہے وہ اس کو کام ہی نہیں بلکہ گرم رومی  
 اور جوش و حرور ہے جو اس کے اندر ہمیشہ موجزن تھا۔ اس کی زندگی سب سے یہ حالت ملتی  
 ہے کہ ہندی اقوام میں بوقت ضرورت قابل رہنما پیدا کرنے کی طاقت اتنی جلد متنب نہیں ہوتی۔  
 یہ سبق ہے جو کہ ہندو مسلمانوں کو اس مرتبہ سوادھ کی تاریخ سکھانے سے ہے اور سیراجی کا میلہ اس وقت  
 کو یاد دلانے کے لئے ہے۔ یہ فرض کر لیا کہ سیراجی کی پرستش کے ساتھ ساتھ مسلمانوں اور گورنٹ  
 کے ساتھ جنگ کی بھی دعائیں مانگی جاتی ہیں سراسر غلط بیانی ہے محض اس زمانہ کی سیاسی حالات  
 سے ایسا اتفاق ہو گیا کہ سیراجی مرتبہ قوم میں پیدا ہوئے۔ لیکن کون کہہ سکتا کہ ہندوستان کا آئندہ  
 زمانہ اہل پیدا ہوگا۔ شکر وہ مسلمان ہی ہو۔ اس سوال کا حقیقی پہلو یہی ہے اور ہمارا خیال ہے  
 کہ انگریجو انڈین اس طرف سے ہماری توجہ نہانے میں کامیاب ہوں گے۔

سپاری وغیرہ کی اجازت ہو گئی اور پونک اپنے گھر کی ہی پہننے کو ملتی رہی۔  
اس چھ سال کی مصیبت میں میرے پانچ چھ وراثت گر گئے۔ سر کے بال سفید ہو گئے  
وزن اور طاقت بھی کم ہو گئی۔ دماغ پر بھی بہت زور نہیں دیا جاسکتا۔ لیکن بائیں کہہ میں اس  
چھ سال کی مصیبت کا اپنی صحت اور طاقت پر کچھ بہت اثر محسوس نہیں کرتا۔

## چھ سالہ مصیبت کی داستان

ربیع الثانی خیالات کا مفہوم جو پہننے اپنی چھ سالہ مصیبت کے آیام کے متعلق اخبار گیارہ پرش  
کے نامہ نگار سے بیان کئے تھے۔

جب جمعہ ڈاؤرنے مجھے چھ سال قید سخت عبور دریائے شوریٰ سزا دی تو مجھے ایک  
موت میں سوار کر کے دھاکشئی سٹیشن پر بھیجا گیا جہاں مجھے احمد آباد لے جانے کے لئے ایکسپریس مل گیا  
پہلے سے تیار کھڑی تھی۔

احمد آباد میں ۱۳ ستمبر ۱۹۴۸ء تک رہنے کے بعد مجھے مائٹلے مسجد گیا جب بائیں  
سزا میں تبدیلی نہیں ہوئی مجھ سے معمولی قیدیوں کا سا برتاؤ کیا گیا۔ فرق صرف اتنا تھا کہ مجھے  
پیشانی نہیں ڈالی گئی۔ یہاں زیادہ میعاد کے قیدیوں کو اکثر ڈالی جاتی ہیں۔ احمد آباد جیل میں  
مجھ کو دس دن زبردست خطر کھا گیا۔ یہاں مجھے کوئی کام نہیں دیا گیا بلکہ جیل کے اندر خیراک  
کا ہی مجھ پر اتنا اثر پڑا کہ میرا وزن دس پونڈ کم ہو گیا۔ اس کے بعد ڈاکٹر کے حکم سے مجھے مائٹلے  
اور گئی ملے لگا۔

مائٹلے جیل میں پہنچنے کے بعد مجھے سزا میں تبدیلی کے حکم سے اطلاع دی گئی۔ مائٹلے جیل میں  
جہاں مجھے نہ کیا گیا وہاں ایک دو روزہ قید رہا۔ پھر مجھے مائٹلے جیل کے لئے روانہ کیا گیا۔ یہاں  
دس دس گروہ سے قیدیوں کا ساتھ تھا۔ یہاں سزا میں تبدیلی کے حکم سے اطلاع دی گئی۔ مائٹلے جیل میں  
چار روزہ قید رہا۔ پھر مجھے مائٹلے جیل کے لئے روانہ کیا گیا۔ یہاں سزا میں تبدیلی کے حکم سے اطلاع دی گئی۔  
میں قتل گئے جاتا تھا۔



میرے لئے خوراک تیار کیے تو کہہ دیا کہ اس سے ایک ہر مہین قیدی میرے ہمراہ لے جائے گا۔  
 لیکن اس کے بعد بھی اس کی سزا کی یہ بات ختم ہو رہی تھی کہ اسے رہ کر دیا جائے اور  
 جیل سے ایک اور قیدی جو کل کرنی "فرقہ بکاتی" میرے لئے بلایا گیا۔

۳۲ تب سزا کو میں لے کر پہنچ گیا تھا۔ پہلے دو سال تک قیدی صحت خاصی اچھی ہی  
 لیکن بعد میں کچھ بڑیا بلیر کا ایک بہت بڑا حملہ ہوا۔ اس وقت میں مکان پر میرے چلتی مشین  
 ڈاکٹر گروٹسے مجھے جو کی خوراک دیا کرتے تھے جس سے مجھے بہت فائدہ پہنچتا تھا اس لئے  
 میں نے انٹرن جیل سے بھی یہی خوراک طلب کی اور انہوں نے فوراً کھوکھڑا ڈاکٹر گروٹسے سے تصدیق  
 کر کے جو کی خوراک دی جس سے کچھ فائدہ ہوا۔ اس لئے بھر میں بھی خوراک کچھ مدت تک جاری  
 رکھی گئی۔

چونکہ یہ کاروبار بہت کم عیش مجھے وقت گزارنا سخت مشکل تھا اس لئے میں نے انٹرن  
 جیل سے وقت کاٹنے کے لئے کچھ کام مانگا لیکن میری یہ درخواست منظور نہ ہوئی۔  
 ازاں بعد میں نے وہاں کے لئے کئی میں منگوانے کے کام لیا تھا لیکن اس درخواست  
 کی منظوری میں بھی اتنی دیر لگی کہ ستمبر ۱۹۴۹ء کی غزری آگئی۔ جب کہیں مجھے میرے سبب نشانیوں  
 پڑھنے کے لئے لئیں میں اس امر کا اعتراض کرنا ہوں کہ میرے ساتھ انٹرن جیل لے نہ جاتا  
 میرا بی کا سکر کیا ہے اور ادا دل درجہ کے پولیس کی قیدی کی مانند میرے سے برتاؤ رکھتا ہے۔  
 مگر قیدی کے وقت میرے پاس دس روپیہ تھے۔ بعد میں میں نے اپنے غرضی اعتراضات  
 بشمول پرنسپل کے دفتر کے لئے پتہ پتہ بھیج کر سوریہ اور گلوئے تھے یہ رقم میں وقتاً فوقتاً جب  
 ضرورت پڑے کرتا رہا۔

میں نے دنیا کے حالات سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے انٹرن جیل سے اخبارات مانگے  
 مگر میری یہ درخواست منظور نہ ہوئی اور میں اس عرصہ میں دنیا کے حالات سے قطعی لاعلم رہا۔ حتیٰ  
 کہ وہاں دراصل انٹرن جیل میں رہا اور روز ہفتہ کی موت وغیرہ کی خبریں مجھے اس وقت ہی جبکہ  
 ہمارے جیل سے چند قیدی رہا کئے گئے۔

میرے دو عقین مجھ سے ہر سہ ماہی ملاقات کرنے کے لئے جاتے تھے اور باقاعدہ

ہینے میرے پاس خط بھیجتے تھے یہاں پر غائبانہ لکھی ہوئی بات کے متعلق ہوتے تھے اور  
مجھے ہر روز دنیا سے کچھ نئے نئے شے کی بھارت تھی اور یہ مجھے اپنے چاروں رشتہ داروں کے پاس  
ایکٹ کی مطالعت میں پانچ روز پر ہر روز نئی گورنٹ کے پاس جمع کر لے کر خبریں پورے پہنچنے  
پر معلوم ہوتی۔

میں نے ۱۹۱۸ء میں "اورین" نامی ایک کتاب شائع کر رکھی تھی۔ اب میں اندازہ کرتا ہوں  
علی نقیواری کی روشنی میں اس پر نظر ثانی شروع کی ہے۔ چنانچہ اس کتاب میں زیادہ تر جگہ پر  
میں نے اس کتاب کو اس مرتبہ "میر کی گورنٹ" کے نام سے شائع کر دیا اس کے علاوہ میں  
نے "از کلک برسم ان" دو ہزار پانچ سو کی گورنٹ کی گورنٹ کے نام سے شائع کر دیا اس کے علاوہ میں  
کتاب کی اس آج کل نظر ثانی کر رہا ہوں۔ میرے ایک بھائی نے اس میں ختم کر دیا ہے۔

میں نے اس کتاب کو "میر کی گورنٹ" کے نام سے شائع کر دیا ہے۔ اس میں میرے ایک بھائی نے اس میں  
"راؤ گیتا" کے نام سے شائع کر دیا ہے۔ اس میں میرے ایک بھائی نے اس میں  
کیا ہے اس آپریشن کی ثانی خوبصورتی کو دکھانے کے لیے میرے ایک بھائی نے اس میں  
کے نام کے لیے خاص مبالغہ کی ہے۔ یہ کتاب اس کا دیا ہے یہ کم از کم تین سو سولہ  
کا ہوگا۔

میں جیسے پورے کے پورے زندگی میں راضی کا بد نہیں تھا تو میرے ان میگل اور  
ڈفرنشل میگل کے متعلق کچھ خاص خیالات تھے۔ اب میں ان خیالات کو جواب تک  
میرے ان خیالات میں سے جو کہ میرے پورے زندگی میں میرے ایک بھائی نے اس میں  
ہیں۔ جن کا مطلب اب تک کوئی نہیں سمجھ سکتا ہے۔ لیکن میں نے اپنی اس نئی تعریف میں ان کو  
کو بیکار کر دیا ہے اور میں نے اس کے نام سے شائع کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ میں نے  
ہی مشکلات کو دور کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ میں نے اس کے نام سے شائع کر دیا ہے۔  
تعینات کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ میں نے اس کے نام سے شائع کر دیا ہے۔  
کہ اس کے علاوہ میں نے اس کے نام سے شائع کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ میں نے  
حشر میرے ایک بھائی نے اس کے نام سے شائع کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ میں نے

# موجودہ جنگ کے متعلق ہمارا رویہ

دعوتی ملک ہمارے اس افسر معنوں کا ترجمہ انہوں نے آغاز جنگ کے لیے ہی، اگست ۱۹۱۴ء کے اخبارات میں  
 چھپنے والے ایک مضمون کے تحت لکھا تھا۔

دوامہ پیشتر تک میرے دوست پرانا میں میری واپسی پر مجھے مبارکباد دینے کے لئے آئے  
 تھے تو میں نے ان کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ میں ایک طویل عرصہ تک گہری سیر  
 سونہ کے بعد واپس آیا ہوں۔ اس وقت سے لیکر مجھے اپنی معلومات کے سلسلہ کو جوڑنے اور  
 واقعات سے آگاہی حاصل کرنے کے مواقع ملتے رہے ہیں جو میری چھ سالہ غیر حاضری کے  
 دوران میں ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ پسینے جیسے قوانین  
 کے پاس ہونے کے باوجود مجھے امید ہے کہ ملک اپنی منزل مقصود کی طرف استقلال کے ساتھ  
 پیش قدمی کر رہا ہے۔ سلاطین مار کے وزیر ہند اور لارڈ مشو اسٹرے نے ہندوستان کے کامیابیوں کو  
 اصلاحات لایچ کی گئی تھیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ گورنمنٹ ترقی پسندانہ تبدیلی سے جلدی  
 جاری طرح آگاہ ہے اور لوگوں کے انتظام حکومت میں زیادہ حصہ دینے کی خواہش مند ہے۔ اس  
 سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ حاکم و محکوم میں باہم اعتماد ہے اور رعایا کی شکایات کو دور کرنے  
 کی کوشش کی جا رہی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ساتھ امید ہے کہ آخر کار آئینی اصلاحات کا نتیجہ  
 اچھا نکلیگا۔ لیکن یہ ہے بعض اصحاب کے نزدیک یہ خیال مد سے زیادہ ہے لیکن میرا اس  
 پر پورا پورا عقیدہ ہے اور میری رائے میں صرف یہی عقیدہ اپنے ملک کی بہتری کے لئے  
 گورنمنٹ کے ساتھ ملکر کام کرنے پر اجماع رکھتا ہے۔

میں ایک اور معاملہ کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ میری  
 چھ سالہ غیر حاضری کے دوران میں ہندوستان کے انگریزی اخبارات اور مجلے ان کے  
 اخبارات میں میرے افعال اور میری تحریروں کی نسبت یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے  
 کہ ان کے ذریعہ براہ راست یا باغی طور لوگوں کو اس شخص کا رور وایا کرنے کی ترغیب دی

گئی ہے میری تقریروں کا مقصد ہندوستان میں برٹش حکومت کو اسٹن ظاہر کیا گیا ہے۔ مٹر چرل کی کتاب اس کی ایک مثال ہے۔

مجھے انوس ہے کہ یہ کوشش اس وقت کی گئی جب کہ مجھے اپنی صفائی پیش کرنے کی آزادی نہیں تھی لیکن میرا خیال ہے کہ ان بے بنیاد الزامات کی تردید کرنے کے لئے مجھے اولین موقع سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ دیگر اصحاب کے طرح جو پریسنگ کام کرتے ہیں۔ مجھے بعض کارروائیوں کے تعلق اور کسی حد تک اندرونی انتظام ملک کے تعلق گورنٹ سے اختلاف رائے ہے لیکن اس کا یہ مطلب نکلنا کہ بے معنی ہے کہ حصہ ملک حکم کی گورنٹ کے تعلق میرا تو یہ عزت پر مبنی ہے۔ میں کہنا چاہتا ہوں کہ جس طرح آئرلینڈ کے ہوم کنٹرول آرگنٹ میں برٹش حکومت کو اسٹن کی نہیں بلکہ انتظام حکومت میں اصلاح لینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں کہ ہندوستان کے مختلف حصوں میں جو اسٹن کارروائیاں کی گئی ہیں وہ میری نظریں نہ صرف قابل اعتراض ہیں بلکہ انہوں نے بہت حد تک ہمارا پریسنگ ترقی کو بھی روک دیا ہے۔ جب کہ میں پہلے بھی کئی موقعوں پر کہہ چکا ہوں۔ یہ کارروائیاں اہل ملک کی طرف سے غرضیہ و طاقت کی گنتی ہیں۔

یہ کہنا بالکل سچا ہے کہ برٹش راج نے ہندوستان کی حکومت کو بہت سی طاقتوں سے ملکہ ان کے دیکھ ملک کی مختلف قوموں کو باہم متحد کر کے بھی ہندوستان کو بہت فائدہ پہنچا رہا ہے اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ وقت با کہ ہندوستان کی ایک متحدہ قوم عالم وجود میں آئے گی۔ مثیل یہ عقیدہ نہیں کہ اگر ہم پر آزادی پرست انگریزوں کی بجائے کسی اور قوم کی حکومت ہوتی تو وہ ایسا قوی نصب العین قائم کرنے میں ہماری مدد کرتی نہ تھیں جس کے دل میں ہندوستان کی بہتری کا خیال ہے۔ اس بات سے اور برٹش راج کے دیگر فرائض سے پوری پوری طرح آگاہی موجودہ جنگ میری رائے میں ہمارے لئے ایک طرح پر ایک بیکت ہے۔ کیونکہ اس سے ہمارے دلوں میں عالمگیر طور پر سخت برطانیہ کے ساتھ وفاداری کے جذبات پیدا ہو گئے ہیں۔

آپ کو معلوم ہے کہ جنگستان کو شہنشاہ جرمنی کی کارروائی کے باعث ایک کمزور قوم کی حفاظت کے لئے شریک جنگ ہونا پڑا ہے۔ ایسے موقع پر ہم ایک ہندوستانی کا فرض ہے کہ وہ خود بخود بھر گورنٹ برطانیہ کو امداد سے مدد دے۔ میری رائے میں اب باقی تمام باشندگان ہندوستان کا ایک جگہ جس



میں تمام پارٹیوں اور فرقوں کے قائم مقام مشیر ایک ہوں۔ انظار و فہم داری کرنے کے لئے منعقد ہونا چاہئے۔ اسی کارروائی کے لئے کسی گزشتہ مثال کی ضرورت نہیں لیکن اگر ضرورت ہو تو میں باشندگان ہوناکے اس جلسہ کا حوالہ دوں گا۔ جو شہرستان میں ہوگا۔ اگر اتفاقاً ان میں سے کوئی موقع پر منعقد ہوا تھا۔ اس جلسہ میں ہونا چاہئے کہ ہمارے اندر گورنمنٹ کی مدد لینے کی ضرورتی اور غیر تنزلی خواہش ہے۔ نیز یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہاں ہمارے تمام فرائض اور اپنی ذمہ داری کو ذمہ داری کے ساتھ محسوس کرتے ہیں۔

## اعتدال پسندانہ مشیر کی پیشکش

میں نے اس کے لئے ایک مشورہ کار جو ہر فرقہ کے لئے ہے۔ اس مشورہ کی ایک کاپی بھی تجویز میں لکھا تھا۔ مشیر اپنی حیثیت اور مشرگوں کے لئے اس کام اور واقعہ کو بیان کرنے سے چھوڑ دیا ہے۔ اس طرح میں یہ سمجھا کر تھا کہ یہ مشورہ کی کامیابی اس قدر مشرگوں کے لئے کی رہنا مندی پر منحصر ہے۔ منقہ کہ شرائط صلیح کو شہر میں لکھی گئی ہیں۔ ان شرائط کے منظور کرنے پر ہم نے ہونے میں یہ کارروائی کی کہ اس مشورہ کی جیسے کہ اندر مشورہ میں یہ مشورہ کی جائے کہ کانگریس کے نظام پر کیا تبدیلی کرنی چاہئے۔ یہ تبدیلی اگر اس معیار پر نہ پہنچ سکے تاہم وہ اس قابل ہو کہ شہرستان کانگریس میں مشیر ایک ہو سکے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر ہمارے کانگریس میں مشورہ کو کوئی جگہ نہ دی جائے تو ہمارے کانگریس میں بھی کوئی تبدیلی ضرورتاً کرنی چاہیے۔ میں قوم پرست پارٹی کے مفاد پر لکھوں گی کہ اسے اب سے پیشتر ہی اس بارہ میں تحقیق کر چکا ہوں اور اس بارے میں باتیں کرتے ہوئے ایک چھوٹے سے جلسہ میں جو ہر سال کان پر ۲۰ فروری کو ہوا تھا۔ جبکہ مشیر اپنی حیثیت چاہتے ہیں۔ ہرگز اس کے لئے کوئی مشورہ نہیں ہے۔ اور نیز یہ مشورہ کے لئے والی تقریر اپنی پارٹی کے لئے کوئی مشورہ نہیں ہے۔ اس کے ایک بات یہ ہے کہ ہمارے مشورہ میں ہر مشورہ کے جوئے ایک ہفتہ بعد آج اس وقت ہے۔ اس وقت ان دو فرقوں کے اپنی پارٹی کی فوٹو لین کو نہایت اچھے الفاظ میں اندر ہر۔ یہ مشورہ ہر بیان کریں۔ یہاں تک کہ ہمارے ایک بات اچھے طریق پر ہی اور نہایت

جو بیانات میری گفتگو کی بابت جو شریعتی مبینہ سے یا سٹرو باراؤ سے ہوئی شائع ہوئے ہیں  
اُن میں میرے بیان کے خلاف کوئی اعتراض نہیں کیا گیا ہے۔

میں نے مشہر میں جو مڈریٹ ہیں اُن کو تجویز کا طرہ بند نہ کرنا چاہی تھا کہ سٹرو باراؤ  
راؤ کے سپرد کیا گیا تھا اس موقع پر مجھے یہ امید نہیں تھی کہ اس تجویز کو کابالہ ہی ہو گا۔  
جو اندیشے تھے وہ تجویز سے بالکل حق بجانب نکلے سٹرو باراؤ نے اس بیان میں جو غلطیاں  
میں ضروری کو شائع کیا گیا تھا بتایا ہے کہ ان کو معلوم ہو گیا کہ میں نے سٹرو باراؤ کے  
امر کے قطعی طور پر مخالفت تھی کہ ڈیٹیکٹو کے انتخاب کا اختیار پبلک صلیوں کو یا خود  
حقارتوں کو دیا جائے اور سوال متنازعہ کے متعلق ایک گستاخی یہ ہے کہ ان لیڈروں میں  
یہ اندیشہ بہت کچھ کیا گیا تھا کہ کانگریس میں اگر سٹرو باراؤ اور اُن کے ہم خیال داخل ہو گئے  
تو کانگریس کو بڑا ہی خطرہ پیش آئے گا۔ یہ کہ شخص دیکھ سکتا ہے کہ صبح کے متعلق نامہ پرم  
کی اصل وجہ کیا تھی اس سے قطع نظر کہ کے باقی پور میں مستلعم میں کیا واقع ہوا یہ  
واقعہ نہیں کی گئی تھی کس کے بعد سٹرو باراؤ کانگریس کے نظام میں مجوزہ ترمیم کی تائید  
کرتے رہیں گے۔ یہ نہ تو وہ ترمیم انہوں نے کبھی تھی اور اب شائع کی گئی ہے۔

میرا گفتگو سٹرو باراؤ کے ساتھ جس کا سٹرو باراؤ نے بیان میں اس قدر طوفا  
باندھا گیا ہے۔ سٹرو باراؤ کی سب سے بڑی سائنہ دہی کے بعد ہوئی تھی یہ وہ دہی کی  
بات ہے اور سٹرو باراؤ نے اس کے متعلق سٹرو باراؤ نے بیان میں اس قدر طوفا  
ہوئے اس تجویز کی بابت ذکر کیا ہو گا اور بحث کی جا رہی ہے کہ سٹرو باراؤ نے گفتگو  
کے دن میرے ساتھ میں نے مڈریٹ لیڈروں کی روش کے متعلق ذکر کیا تھا جب میں  
دوسرے دن سٹرو باراؤ سے ملنے گیا تو وہ اس گفتگو کی خاص خاص باتوں کو جو میرے  
اور ان کے درمیان ہوئی تھیں تجسس میں لاپچکے تھے وہ مجھے ان کو سناتے جاتے  
تھے اور دریافت کرتے جاتے تھے کہ کیا میں اُن میں کوئی تصحیح کرنا چاہتا ہوں میں نے  
چند تبدیلیاں پیش کیں اور اُن کو سٹرو باراؤ نے اپنے ہاتھ سے یہ کیفیت  
اُن کے ہی پاس رہی اور اب اس کیفیت کی ایک صحیح نقل اخبارات میں شائع ہوئی ہے۔

[illegible]



فاصلہ پر رہتا ہوں۔ جو گاڑی کی سواری سے دس منٹ کے اندر طے کیا جاسکتا ہے اور  
 میری جگہیں بات نہیں آتی کہ وہ مجھ سے اب یہ درخواست کیوں کرتے ہیں کہ میں اس چٹھی  
 کو پڑھ لوں اور سر جو کھلے سے اس کی اشاعت کے لئے درخواست کروں میں نے اور نہ کوئی اختیار  
 قائم مقام اس فرض کے لئے ان کے پاس روانہ کرنا چاہتا ہوں۔ باوجود ہندو تھاداسو کے نام  
 چٹھی لکھنے کی ابتدا اور ذمہ داری سر جو کھلے پر ہے اور اسی طرح اس چٹھی کی اشاعت بھی ان  
 ہی پر منحصر ہے یہ سوچنا تو سر جو کھلے کا کام ہے کہ وہ میرے اور نیز اپنے نزدیک یعنی دونوں  
 چٹھیوں کی اشاعت کے ذمہ دار ہیں تاکہ ان چٹھیوں کی بابت میرا جواب پڑھنے کے  
 بعد یہ ایک اس معاملہ کے متعلق اپنی رائے قائم کر سکے۔

## ہاتما گاندھی

دیکھنا صلیح کے اس مضمون کا ترجمہ جرنل نے سر اونیٹکا بائی جو کھلے کی کتاب ہاتما گاندھی کے حالات  
 زندگی لکھنے کے بعد دوبارہ تحریر فرمایا تھا۔

سر گاندھی کی زندگی کی سرگرمیاں اب بھی قائم ہیں اور ہر سال کسی نہ کسی وقت انھیں  
 کی رپورٹ ہے ان کے متعلق قائد حالات معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ یہ معلوم کرنے میں کچھ وقت ضائع  
 نہ ہوگی کہ سر گاندھی کے سوانح زندگی کیوں اس قدر سبق آموز و قابل تعلیم ہیں۔ اگر سر گاندھی  
 انگلستان گئے اور برسرِ سر بن کر آئے تو بہت سے ہندوستانی برسرِ ان کی مانند اور بھی ہیں۔  
 ان کے باپ کسی دیسی ریاست میں وزیر تھے۔ ان کے بچپن سے وہی ایسے ہوں گے جن کی باپ  
 دیسی ریاستوں کے وزیر رہ چکے ہوں گے۔ اس میں کوئی نئی بات نہیں ہے۔ اگر فی خلیفہ کے ہندوستان  
 میں راج ہونے کے وقت سے بہت سے زمیندار اور بزرگ فیروزپور سٹیوں سے ڈگریاں دیکھ چکے  
 ہیں دنیا کی تاریخ یا جغرافیہ کی حالت کے متعلق پوری معلومات رکھنے یا کسی علیٰ مضمون کے متعلق کوئی  
 معقول رائے دینے کا تعلق ذہانت سے ہے اور گزشتہ ڈیڑھ صدی کے عرصہ میں کتنے ہی  
 ہندوستانیوں نے خود کو بعض پہلوؤں میں اعلیٰ ماہر ثابت کیا ہے۔ تاریخ ہمارے تعلیم یافتہ

طبقہ نے اپنے مغربی خیالات اور سوسائٹی کی طرز معاشرت وغیرہ پر ایک مدلل منطقی بحث کر کے اپنی  
قوت فیصلہ کا ثبوت دیا ہے اور بتایا ہے کہ کس طرح صرف شائستگی اور صداقت یا تربیت کی وجہ  
سے ہماری کوششوں کے بار آور ہو سکی امید کی جاسکتی ہے۔ مگر گاندھی کی زندگی کی کہم  
بہت بڑی خصوصیت ہے۔

کچھ ایسے بھی ہوں گے جو ان کے مذہبی روش پر ٹیکل و نیز دیگر خیالات کے حامی نہ ہوں گے  
ملک ہے کہ بہت سے ایسے بھی ہوں جو ان سے علیت میں زیادہ ہوں۔ مگر شائستگی و چال چلن  
کے لحاظ سے مگر گاندھی کی زندگی قابل تقلید ہے۔ ہندو مت کی خواہ وہ ہندو مت ان میں  
یا سلطنت برطانیہ کے کسی دوسرے حصہ میں وہ جہاں نہ تھا ذلت کی فنگ کی بسر کر رہے ہیں۔  
یہ حالت کیوں ہو گئی ہے؟ موجودہ اور گزشتہ حالتوں میں کیا فرق ہے؟ کس وجہ سے یہ  
فرق پیدا ہوا؟ یہ سوالات اکثر زیر بحث آچکے ہیں اس لیے میرا ان کے متعلق کچھ نہ کہوں گا  
جس طرح ایک محدود معاحدہ کی زندگی سے ہم چلتے ہیں اس طرح ایک قوم کی زندگی کے حالات دیکھنے  
سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ حالت ہمارے یا ہمارے اجداد کے گزشتہ حالات کا نتیجہ ہے اگر  
حالت ناقابل اطمینان ہے تو جہاں اس میں مبتلا ہیں وہ یقیناً الزام سے متبر ہیں لیکن  
اگر کوئی شخص اور خصوصاً وہ جو لیڈری کے لقب سے ملحق ہے تو اگر ان وجوہات پر غور سے غور  
نہیں کیا ہے تو غور کرے۔ اس کی اصلاح کی کوشش نہ کرے اور ان اصلاحات کو چھٹی جامہ نہ پہناتے  
تو یہ تیرے کہا جاسکتا کہ اس نے اپنا فرض بخوبی انجام دیا ہے۔ ہمارے بزرگواروں نے وہم کیا ہے  
ہم اس کے لئے یہ قانون بنایا ہے۔ دھرم ہی کے ذریعہ سے دنیا کا قیام اور اس کی نشوونما ہے اور  
اس قیام و نشوونما کے معنی یہ ہیں کہ ہم کو خود ایسے کام کرنے چاہئیں اور دوسروں سے کرانے  
چاہئیں۔ جن کی وجہ سے موجودہ حالت میں بہتر تبدیلی پیدا ہو جائے اور ان کوششوں کو  
اس وقت تک قائم رکھنا چاہیے جب تک کہ ترقی تعلیم کرنے پہنچے دھرم و شاستر دونوں سے  
یہ بات واضح ہوتی ہے کہ خواہ ہم کسی ملک میں پیدا ہوں اس ملک کا دھرم و سن اس لئے نہیں  
ہے کہ ہم کو اور ہمارے بچوں کو کھائے اور ان کو امن میں پیش و عشرت سے زندگی بسر کرنے  
سے بلکہ اس سے بہت اعلیٰ کام کے لئے ہم متعلق کئے گئے ہیں اس اعلیٰ کام کی انتہا اتنی بڑی ہے



اُن کی محنت سے نفع اٹھائیں۔ چونکہ ان کے لئے ہر ایک سے مذہب قومیت کے لحاظ سے تعلق تھا اس  
 لئے گورنمنٹ نے ان کی توجہ دیا کہ وہ ہندوستانی مزدوروں کی تکلیف دہ حالت کی طرف کافی توجہ  
 نہ کرانی گئی۔ بریلوں میں کہیں ہندوستانی سربراہ آوردہ اشخاص اس طرف متوجہ نہ ہوئے مگر کبھی کسی نے کوئی عملی  
 کارروائی ان کی حالت کو سدھارنے کے لئے اس وقت تک نہ کی جب تک کہ مسٹر گورنمنٹ نے اس سے توجہ  
 بڑھایا۔ مسٹر گورنمنٹ نے ان کی حالت کو سدھارنے کے لئے ان کی بہترین کامیاب اصلاحات کا راستہ انہیں دکھلایا اگر کہیں  
 گورنمنٹ کا انتظام غیر مستقیم ہے تو ان کے لئے اس وقت تک کہ ان کی بہترین کامیاب اصلاحات کا راستہ انہیں دکھلایا اگر کہیں  
 کرنا کوئی نفع نہ ہو تو اس سے بھی کوشش کو سدھارنے کے لئے اس سے تعبیر کرنے کے معنی یہ ہیں کہ گورنمنٹ ان کی بہترین  
 سہارا دے اور وہ اپنی اصلاحات کو سدھارنے کے لئے اس سے تعبیر کرنے کے معنی یہ ہیں کہ گورنمنٹ ان کی بہترین  
 وقت کا استعمال کرے۔ اگرچہ اس اصول کو تقسیم کر لیں تو اسے یہ ماننا پڑے گا کہ اختلافات کو پیش نظر  
 کرنے میں مدد ملتی ہے۔ مگر بعض اوقات یہ بھی ممکن ہے کہ ایک شخص یا جماعت میں خود غرضی اور بے وفائی  
 اس میں مدد ملتی ہے کہ وہ اختلافات کے اصول کو کسی طرح دیکھ جائیں نہیں سکتے اور اس وقت دوسروں  
 کو اس سے فائدہ نہ پہنچنے لگتا ہے۔ اگر گورنمنٹ نے اس سے توجہ نہ دی ہے اور اس سے فائدہ نہ پہنچنے لگتا ہے تو  
 اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس میں خود غرضی اور بے وفائی کے فائدہ نہ پہنچنے لگتا ہے اور اس وقت  
 امن میں خلل پڑتا ہے۔ اس لئے کہ گورنمنٹ نے اس سے توجہ نہ دی ہے اور اس سے فائدہ نہ پہنچنے لگتا ہے  
 لکھنا کہ اس سے فائدہ نہ پہنچنے لگتا ہے۔ اس لئے کہ گورنمنٹ نے اس سے توجہ نہ دی ہے اور اس سے فائدہ نہ پہنچنے لگتا ہے  
 ہے۔ اس لئے کہ گورنمنٹ نے اس سے توجہ نہ دی ہے اور اس سے فائدہ نہ پہنچنے لگتا ہے۔ اس لئے کہ گورنمنٹ نے اس سے توجہ نہ دی ہے اور اس سے فائدہ نہ پہنچنے لگتا ہے  
 ہوں یا شدہ مخالفت نہ کی جائے کوئی سبب ان کی اصلاح کی فکر نہ کیے گا۔ ایک صاحب جن کا فرض یہ ہے  
 کہ وہ لوگوں پر ان کی تکلیف کو بار نہ رکھے تاکہ ان کے لئے وہ گورنمنٹ کی توجہ مجبوراً ان کے خلاف  
 کی طرف متوجہ نہ کر لیں۔ اس لئے کہ گورنمنٹ نے اس سے توجہ نہ دی ہے اور اس سے فائدہ نہ پہنچنے لگتا ہے  
 عزت و توجہ کے مستحق ہیں جو لوگوں کے لئے کیے گئے۔

جو قوانین ملک میں لگائے گئے ہیں ان کے خلاف کسی شخص کے کسی فعل کو  
 خواہ وہ نیک نیتی سے ہو اس کے دوسروں کی مخالفت کی کہیں نہ کیا گیا جو خلاف قوانین نہیں دیتے اور  
 درست سے لینے حسبِ مشاء اس پر عمل نہ کرنا چاہتا ہے۔ جب تک کہ کسی نے کوئی فعل نہیں کیا تو کوئی کوئی



کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس کا خون از رو بہ اندر پیش کشا کر رہ جاتا ہے جب وہ یہ دیکھتا ہے کہ کسی صلاح  
 کو پیش کرنے کی عام خواہش سپرد اور وہ یہ بات نہ چاہتا ہے کہ قانون کی حدود سے قدم باہر نہ نکالے اور  
 کے خلاف یہ بھی پیش کشا کر کے دفعہ کا کوئی تجویز نہیں پیش کی جاتی خاموش مقابلہ یا مشرک انداز کے خلاف  
 میں سید گن کا خیال یہ ہے کہ اگر کوئی اس وقت پیدا ہوا جب وہ اپنی شکلات میں مبتلا تھے اور انہوں نے  
 باوجود تکالیف اٹھانے کے شکر کی بات کے بوجہ اس پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ گو دفعہ کی اس صورت  
 پر ہر حالت میں اور ہر وقت عمل کیا جاسکتا ہے مگر یہ قطعی طور پر نہیں کہا جاسکتا کہ کہاں اس کا استعمال  
 کیا جائے یا اس اتنی ہی کامیابی ہوگی جتنی مشرک انداز کی ہوئی ہے مگر ہر شخص یہ امر تسلیم کرے گا  
 کہ یہ ایک اعلیٰ طرز پر عمل کا ہے۔ تاکہ ہر شخص بادشاہ کے مقررہ قانون پر عمل نہ کرے ہر ایک قانون  
 میں اس کی غفلت دہشت کی مانند ہے کہ سزا سنیں کر دی گئی ہے یہ سزا عام طور پر اس قسم کی ہوتی  
 ہے جراثیم کو ایک حسنا لاتی زندگی بسر کرنے کی ترغیب دیتی ہے ایک مذاق راستہ مسرت قناعت اور امن  
 کا بہتہ ہوتا ہے اگر یہ خیال ذرا بھی انسان کے دل میں پیدا ہوتا ہے تو ممکن ہے کہ کوئی خود غرضی کا خیال  
 کا قدم اس راہ سے ڈھکیچڑھایا دیکھا۔ تو قانون کی سزا کا خوف اس خیال کو دور کر دیتا ہے اور راہ مست پر  
 آتا ہے مگر یہ بات اس کے خلاف نہیں ہوتا ہے اور لوگ اس پر قانون کی پابندی کی وجہ سے قائم رہتے ہیں  
 لیکن اس وقت رستی پسندوں میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ ضمیر کے تباہ ہونے کا قانون پر پے یا خدا کے مقرر کردہ  
 اصول انصاف کو نظر انداز کر کے کہہ دیتے ہیں کہ قانون کی سزا کا خوف کرے جو لوگ سچائی اور انصاف کے اصول  
 پر عمل نہ کرتے، پناہ فرما دیجئے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ مصنوعی قانون کی پابندی کیا کرنا غلطی ہے مگر اس پر عمل کرنے  
 کیلئے امت کو اتنا معذور و عقیدہ سچائی و انصاف پر رہنا چاہیے کہ وہ اپنے فرض کی ادائیگی کے لئے یا کسی غلطی  
 کے خواہ اس کا نام سے یوں بچوں کا آخر کیا کچھ ہی حشر کیوں نہ ہو۔ ہر وقت ملتا رہے ایسا کرنے کے لئے  
 اخلاق و حرکت۔ یہ انصاف اور شرافت کی ضرورت ہے صرف تعظیم سے بے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا صرف  
 شرافت خدا کی گنجی یہ چیز ہر زمانہ پر پائیدار رہتی ہے صرف نہایت سے یہ بات پیدا ہوتی و شمار ہے اس کا دائرہ  
 روحانی قوت پر ہے نہایت کے اصولوں اور میں زمین میں کہنا چاہیے جو یہ سکھاتا ہے کہ روحانی ترقی صرف تربیت  
 ذہانت یا تعلیم سے نہیں حاصل ہو سکتی عیسائے کجگوٹ گیتا میں لکھا گیا ہے کہ روحانی قوت معجزہ قدرت ہے اور تعلیم  
 یا ذات سے نہیں حاصل ہوتی اگر سب سچ ہے مگر جو بھی ایک علیٰ مرتبہ شخص اس کی سچائی پر متعلق ہے تو وہ  
 بزرگوار قوت حاصل کر سکتا ہے یہ بات پسے طور پر زمین میں گھسی پٹا ہو چکا ہے کہ جسے لوگوں کو سمجھنا چاہیے

مقررہ قانون کی حدود کا دائرہ عام انصاف

یہی رستی دیکھنا کہ دور قوتی و انصاف اور شرافت کی زندگی سے تیار

